Volume IV
No. 47

SP. IV-47-76 (E)
250

THE SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Wednesday, May 19, 1976

CONTENTS

	PAGES
Leave of Absence	333
The Dowry and Bridal Gift (Restriction) Bill, 1976—*Passed* ...	334

PRINTED AT THE CARAVAN PRESS, DARBAR MARKET, LAHORE
PUBLISHED BY THE MANAGER OF PUBLICATIONS, KARACHI

Price Paisa: 50

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Wednesday May 19, 1976

The Senate of Pakistan met in the Senate Chamber, (State Bank Building), Islamabad, at half-past five of the clock in the evening, Mr. Chairman (Mr. Habibullah Khan) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Chairman : There are two leave applications. The first one is by Senator Afzal Khan Khoso. It is a telegram and it reads :

> "Request leave from 17th May to Session's end due to personal work."

Should the leave be granted ? No objection ?

(The leave was granted)

Mr. Chairman : So the leave is granted.

The other is by Mr. Qamaruz Zaman Shah, and it reads :

> "I am leaving for Moscow and Tashkent to lead Pakistan official delegation to Tashkent Festival. I shall, therefore, not be able to attend the Senate Session during its present session. Kindly get me leave of the House."

Should the leave be granted?

(The leave was granted)

Mr. Chairman : Leave is granted.

THE DOWRY AND BRIDAL GIFTS (RESTRICTION) BILL, 1976

Mr. Chairman : I think, the first considerattion on the Dowry Bill was over, or was it still continuing ?

Mr. Tahir Mohammad Khan : Sir, Khawaja Safdar and Mr. Shahzad Gul—these two speakers were left.

Khawaja Mohammad Safdar (Leader of the Opposition) : Maulana Noorani Sahib alos.

Mr. Tahir Mohammad Khan : No, Maulana Sahib had said that he would be speaking in the third reading.

Mr. Chairman : So, Khawaja Sahib and Mr. Shahzad Gul are the two speakers left and if Maulana Sahib also wants to speak, then there will be three. Well, Maulana Sahib is keeping his powder dry for the final assault. Well, which of you will rise first—Mr. Shahzad Gul or Khawaja Sahib ?

جناب شہزاد گل : جناب والا ! میں اپنا وقت میاں احسان الحق کو دیتا ہوں۔ کیونکہ ان کا نام نہیں ہے اور ان کی خواہش ہے کہ وہ تقریر کریں ۔

Mr. Chairman : Why does he feel shy of asking himself ?

جناب شہزاد گل : جناب ! ان کا نام لکھنے سے رہ گیا ہے ۔

Mr. Chairman : Do you want to speak ?

Mr. Ihsanul Haq : Yes, Sir, I will speak only for five minutes.

جناب چیئرمین : تو پھر ایسے کیجیے کہ پہلے مسٹر شہزاد گل تقریر کرلیں۔

جناب شہزاد گل : نہیں جناب ! میں تقریر نہیں کرتا ۔ اس سے repetition ہو گی ۔ مسٹر طاہر محمد خان ، قاضی فیض الحق اور مسٹر شیر محمد خان نے جو کچھ کہا ہے وہی میں کہنے والا ہوں ۔ لہٰذا میں تقریر نہیں کرتا اور اپنا وقت میاں احسان الحق کو دیتا ہوں ۔

Mr. Chairman : Thank you very much. All right, Mr. Ihsanul Haq.

جناب احسان الحق : جناب چیئرمین ! یہ جو بل آج زیر غور ہے ' یہ بالکل صحیح بات ہے کہ اس وقت ہمارے معاشرے میں جو بہت سی برائیاں ہیں جو exist کر رہی ہیں ان میں سے ایک برائی یہ بھی ہے اور حکومت نے اس برائی کو ختم کرنے کے لئے ایک قدم اٹھایا ہے ۔ جہاں تک سوشل ایولز کی eradication

کا تعلق ہے اس کو قانون سازی کے ذریعے ختم کیا جا سکتا ہے لیکن سب سے زیادہ ضروری چیز یہ ہے کہ لوگوں کے ذہن ، دل و دماغ میں تبدیلی لائی جائے ۔ اس کے لئے ایک موثر قسم کا پروپیگنڈہ ریڈیو ٹیلی ویژن یا دوسرے اخباروں کے ذرائع سے ہونا چاہئے ۔ جب تک لوگوں کے ذہنوں میں تبدیلی نہیں آئے گی اس وقت تک اس قانون کے موثر نتائج برآمد نہیں ہو سکتے ۔ جب معاشرے میں اس قسم کے گھناؤنے جرائم ہو رہے ہوں جن کے نتائج بہت گھناؤنے ہوں ، اس قسم کی برائیاں ہو رہی ہوں جن سے معاشرے پر برا اثر پڑے تو اس کے لئے قانون سازی کرنی پڑتی ہے ۔ ان کے انسداد کے لئے قانون بنانے چاہئیں ۔ ایسے قانون بنانے چاہئیں جن سے ان کا تدارک ہو سکے ان کی اصلاح ہو سکے اور اس سلسلے میں قانون سازی ایک اہم قدم ہوتا ہے ۔ لیکن اس سے تمام باتیں حل نہیں ہو جاتیں ہم قانون بنانے سے ایک اچھی بنیاد قائم کر سکتے ہیں ایک اچھی چیز کا آغاز کر سکتے ہیں اس طرح معاشرے میں آئیندہ بھی جو خرابیاں پیدا ہوں گی ان کو دور کر سکتے ہیں ۔

جناب والا ! جس طرح کہ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے یہاں اکثر جو شادیاں ہوتی ہیں دراصل arranged marriages ہوتی ہیں اور تمام مغرب کی تہذیب سے مختلف ہوتی ہیں ۔ مغربی تہذیب میں جہیز وغیرہ نہیں ہوتا لیکن ہمارا معاشرہ اس قسم کا ہے کہ جس میں شادی کا دارومدار ایک دوسرے پر ہوتا ہے اس لئے ماں باپ کو بڑی چیزوں پر غور کرنا پڑتا ہے انہیں یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کا رشتہ مناسب طریقے سے کریں ۔ اور اس طرح بہت سی لڑکیاں اس وجہ سے اپنے گھروں میں بیٹھی ہیں کہ ان کے ماں باپ جہیز نہیں بنا سکتے ۔ اس قانون کے بن جانے سے یہ تو نہیں ہوگا کہ یکدم ان بچیوں کا رشتہ طے ہو جائے گا اور تمام معاملات ٹھیک ہو جائیں گے لیکن اس کی ابتداء ہو جائے گی ۔ جہیز کی لعنت زیادہ تر شہروں میں ہے اور اب آہستہ آہستہ پھیل کر گاؤں میں چلی گئی ہے ۔ اس کو مؤثر بنانے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ سخت اقدامات کئے جائیں تاکہ ان لوگوں کو جو بیچارے زیر بار ہو کر جہیز نہیں بنا سکتے وہ قرضے مانگ کر اور ساری عمر قرضہ لے کر کام کرتے ہیں ، ان کو اس سے بچایا جائے ۔

جناب والا ! اب میں بل کی چند کلازز کی جانب آتا ہوں ۔ جہاں تک مہر کا تعلق ہے وہ ایک کانٹریکٹ ہوتا ہے between the husband and wife اس کو انہوں نے اسی طرح رکھا ہے اور رہنا چاہیے ۔ نیندرا اور سلامی کا جہاں تک

[Mr. Ihsan-ul-Haq]

تعلق ہے وہ بھی ایک قرض حسنہ کی شکل میں ہی ہے -

Now, I come to the Clauses.

"Expenditure on marriage.—The total expenditure on a marriage excluding the value of dowry, bridal gifts and presents, but excluding the expenses on mahndi, barat and valima, incurred by or on behalf of either party to the marriage shall not exceed 2,500 rupees."

اس میں پورے اخراجات بتا دیے ہیں کہ ڈھائی ہزار لڑکی والے اور ڈھائی ہزار لڑکے والے خرچ کریں - جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ اگر آپ اس ملک کی per capita income دیکھیں جو ساٹھ اور پینسٹھ روپے کے درمیان ہے ان حالات میں کیا یہ ڈھائی ہزار کی رقم بہت زیادہ ہے ؟ یہ جو نمائش اور کمپیٹیشن ہوتا تھا reception پر اس پر یہ restriction یا تو آپ اپنے رولز لائیں کہ جو reception ہوتی ہے ولیمے اور بارات کی اس میں چائے دے دی جائے یا شربت دے دیا جائے یا دودھ پلا دیا جائے ، جس طرح کہ گاؤں میں ہوتا ہے - کیونکہ ایک عام فہم انسان کے لئے ، ایک زمیندار کے لئے بہت مشکل ہوگا کہ وہ ڈھائی ہزار کو tabulate کرے - جس کے پاس گندم اپنے گھر کی ہے ، گڑ اپنے گھر کا ہے ، چاول اپنے گھر کے ہیں - پھر جو گاؤں کا معاشرہ ہوتا ہے اس میں ایک دوسرے کی چغلی بھی ہوتی ہے - جیسے کہ ہمارے معاشرے میں جھگڑے ہوتے ہیں ایک آدمی نے کسی کو رشتہ نہیں دیا تو وہ تھانے میں جا کر رپورٹ درج کرا دے گا کہ جناب اس نے تو ڈھائی ہزار خرچ نہیں کئے اس نے تو تین ہزار خرچ کئے ہیں - اس مصیبت سے سادہ لوح انسانوں کو بچانے کے لئے بہتر یہ ہوگا کہ - - -

جناب چیئرمین : تھانے میں تو رپورٹ کی کوئی گنجائش نہیں ہے -

Naturally a man will report the matter to the 'lumberdar' and the 'lumberdar' will report to the Deputy Commissioner.

ڈی سی کو رپورٹ کر دے گا -

جناب احسان الحق : میں وزیر صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ بہتر ہوگا کہ اگر آپ اپنے رولز میں یہ کریں کہ کھانے پر جو خرچہ ہوتا ہے اس کو بند کر دیں - اس سے ہی بیچاروں کو بڑی پریشانی ہوتی ہے - کسی کو زبردستی کہا جاتا ہے کہ پچاس آدمی لائیں گے ، کوئی کہتا ہے کہ سو آدمی لائیں گے -

جناب چیئرمین : آپ کی تجویز یہ ہے کہ ڈھائی ہزار بالکل ہی نہ ہوں ۔

جناب احسان الحق : نہیں جناب ! میں کہتا ہوں کہ

maximum limit should be 2500 rupees.

جناب چیئرمین : ڈھائی ہزار زیادہ سے زیادہ ہیں ۔

جناب احسان الحق : میری گذارش یہ تھی کہ زیادہ سے زیادہ ڈھائی ہزار ہے لیکن وزیر موصوف صاحب اس کی interprtation رولز میں یہ کر دیں کہ جو reception ہوتی ہے اس میں جو چیز لوگوں کو کھانے کے لئے دی جائے اس میں چائے ہو جائے یا دودھ کا استعمال ہو جائے یا شربت کا ۔ کھانے کا معاملہ ہی بیچ میں سے ختم کر دیں تاکہ یہ جھگڑے کی بات ہی نہ رہے ۔

Sir, this is my suggestion. It is for the Minister to see to it.

جناب چیئرمین : بہت سے گاؤں اور دیہات میں ایسا ہوتا ہے کہ وہاں چائے نہیں پی جاتی وہاں لسی ہوتی ہے ۔

جناب احسان الحق : لسی ہو سکتی ہے ، دودھ ہو سکتا ہے ، کچی لسی ہو سکتی ہے، میٹھی لسی ہو سکتی ہے' شکر کا شربت ہو سکتا ہے ۔

Sir, this is my suggestion. If they can make improvement in the rules then they can provide this in the rules.

جناب چیئرمین : ملک اختر صاحب کا دماغ کام کر جائے کہ یہ رول لے آئیں ، میرا تو نہیں کر سکتا ۔

We are incapable.

جناب احسان الحق : تو اس طرح آپس میں جو نمائش اور کمپیٹیشن ہے وہ بند ہو جائے گی جیسا کہ میرے بعض دوستوں نے کل بھی یہاں کہا تھا اور سب لوگوں کو پتہ بھی ہے کہ پاکستان میں پسماندہ علاقے جو ہیں پنجاب میں بھی کچھ علاقے موجود ہیں فرنٹیئر میں بھی کچھ موجود ہیں بلوچستان میں بھی موجود ہیں جہاں پر آج بھی جب کہ ہم اپنے آپ کو ترقی یافتہ کہلوا رہے ہیں ، وہاں پر باقاعدہ لڑکیاں بیچی جاتی ہیں ۔ جس لڑکے سے اس کا رشتہ طے ہو جاتا ہے اس کو اس وقت تک اس کا ہاتھ نہیں پکڑایا جاتا جب تک کہ وہ ان کے گھر روپیہ نہ پہنچا دے اگر اس چیز کے لئے بھی رول لے آئیں اور جہاں پر آبادی کا بیشتر

[Mr. Ihsan-ul-Haq]

حصہ ایسے جگہوں پر ہے ' جہیز کے متعلق تو یہ ایک اچھا قدم ہے - جہیز کا جتنا چکر ہے وہ شہروں میں ہے اور شہروں کی ملحقہ آبادیوں تک ہے لیکن پسماندہ علاقوں میں الٹا حساب ہے ایک آدمی نے کہہ دیا کہ آپ کو لڑکی کا رشتہ اس وقت ملے گا جب آپ پانچ ہزار روپیہ دیں گے تو جب تک وہ آدمی پانچ ہزار روپے ادا نہیں کر دے گا اس وقت تک رخصتی نہیں ہوگی خواہ وہ لڑکی بوڑھی ہو جائے خواہ وہ آدمی بوڑھا ہو جائے - رشتہ طے ہے ' لیکن رخصتی نہیں ہوگی اور اس سے ایک طبقے کو فائدہ پہنچتا ہے - لیکن بیشتر علاقے فرنٹیئر میں ہیں پسماندہ علاقے پنجاب میں بھی ہیں اور بلوچستان میں بھی سندھ میں بھی ہوں گے ، وہاں پر یہ ضروری ہے کہ اس قسم کا بھی قانون ساتھ لانا چاہیے جس سے کہ لوگ اپنی لڑکیوں کو فروخت نہ کر سکیں -

Mr. Chairman: That is very good.

جناب احسان الحق : تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ ایک اچھا قدم ہے - لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ اس کے لئے پوری طرح سے پروپیگنڈہ کرنا پڑے گا - لوگوں کو بتانا پڑے گا کہ اس کے کیا فائدے ہیں - جب تک لوگوں کے ذہن نہیں بدلیں گے اس وقت تک اس کا اطلاق نہیں ہو سکے گا اور معاشرے سے برائیاں دور نہیں ہو سکیں گی -

Legislation is a step. Legislation is good but practically unless and until there is a change in the minds, legislation will not be as good as we expect. So, this is my request to the honourable Minister that they should gear up the propaganda machinery and tell their Auqaf or Religious Affairs persons.......

جو اوقاف کے مولوی صاحبان ہیں وہ اپنے خطبوں میں اپنی تقریروں میں ان چیزوں کے متعلق بتائیں تاکہ لوگ اس پر عمل کر سکیں ، شکریہ -

جناب چیئرمین : شکریہ! خواجہ صاحب ' آپ آخری سپیکر ہیں -

خواجہ محمد صفدر : سر اب مولانا صاحب تقریر کریں گے -

جناب چیئرمین : مولانا کا اور ہمارا فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ تیسری خواندگی پر خطاب کریں گے ایک ہی بات ہے اب بھی وہی ہو گا پھر بھی وہی ہوگا - دوسری خواندگی میں شق در شق نہیں ہو سکتا لیکن یوں جنرل میں تو ہو سکتا ہے -

خواجہ محمد صفدر : جہاں تک زیر بحث بل کا تعلق ہے یہ ایک سماجی برائی کو دور کرنے کی کوشش ہے ، خدا کرے کہ یہ کوشش کارگر ثابت ہو ، سعی لاحاصل نہ ہو ۔ میں یہ اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ گذشتہ روز بحث سنتے ہوئے مجھے یہ احساس ہوا جیسا کہ اس ملک میں اس موضوع پر یہ پہلی کوشش ہے ' اگر میرا یہ احساس درست ہے تو میں یہ عرض کرونگا کہ یہ پہلی کوشش نہیں ہے پنجاب بلکہ مغربی پاکستان میں آج سے کم و بیش آٹھ دس سال پہلے جہیز کے متعلق ایک بل قانون کی شکل اختیار کر گیا اور اسی طرح ۱۹۷۲ء میں اسی بل میں لکھا ہے کہ صوبہ سرحد میں بھی اس موضوع پر قانون سازی کی گئی اور جن برائیوں کا ذکر بعض دوستوں نے کیا ہے جس کا نام ولور وغیرہ ہے اس کے متعلق بھی مغربی پاکستان میں ایک قانون وضع کیا گیا تھا ۔ جہاں تک مجھے یاد ہے لیکن وہ موثر ثابت نہ ہوا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سماجی برائیاں بڑی گہری جڑیں رکھتی ہیں اور ان جڑوں کو اکھاڑنے میں کوئی قانون امداد تو کرتا ہے لیکن اگر کلیتاً اس قانون پر ہی انحصار کیا جائے تو وہ جڑیں اکھڑتی نہیں ۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کا یہ اقدام ویسے بھی ایک نامکمل سی کوشش ہے ایک ادھورا سا قدم ہے اور جو اس برائی کی اصل بنیاد ہے' اس بیمار ، کی اصل وجہ ہے اس کو چھوا تک نہیں گیا ۔

جناب چیئرمین ! میرے علم میں جہاں تک واقعات ہیں میں ان سے اندازہ کرتا ہوں کہ ہمارے معاشرے میں لوگ اپنی بچیوں کو جہیز دیتے ہیں ، امراء بڑا قیمتی جہیز دیتے ہیں اور متوسط درجے کے لوگ بھی اپنی قدرت سے اپنی قوت سے بڑھ چڑھ کر ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی اپنی بچیوں کو جہیز دیتے ہیں ۔ لیکن گذشتہ چند سالوں سے میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ جہیز کی مالیت بچی کی والدین کی مرضی پر منحصر نہیں ہوتی بلکہ لڑکے اور لڑکی کے والدین کی مرضی اور منشا پر منحصر ہوتا ہے مجھے یقین ہے کہ میرے ساتھی اور اس معزز ایوان کی رکن مجھ سے اتفاق فرمائیں گے کہ اصل بیماری جس کا سدباب کرنا چاہیے تھا وہ یہ تھی کہ کوئی شخص اپنے لڑکے کو بیاھنے کے لئے یا کوئی دولہا میاں اپنی شادی کے عوض لڑکی والوں کو مجبور نہ کر سکے کہ وہ موٹر دیں ' وہ اسے بنگلہ دیں ' وہ اسے اس قدر نقد دیں اور وہ اسے یہ دیں اور اسے وہ دیں ۔ اصل بیماری یہ ہے ورنہ ایک امیر آدمی ہے لاکھوں پتی آدمی ہے وہ اگر اپنی بچی کو ایک لاکھ روپے

[Khawaja Mohammad Safdar]

یا دو لاکھ روپے کا جہیز دیتا ہے تو اسے میں کوئی برائی نہیں مانتا اگر ایک غریب آدمی ہے اگر وہ اپنی خوشی سے اپنی رغبت سے اپنی رضا سے اپنی بچی کو پانچ یا دس ہزار روپے کا جہیز دیتا ہے اس میں کوئی برائی کی بات نہیں اور اگر ایک امیر آدمی کی دولت میں لڑکے کا حصہ ہے تو لڑکیوں کا بھی حصہ ہے۔ اگر دو کروڑ روپیہ اس کے پاس ہے تو یقیناً اس میں اس بچیوں کا بھی حصہ ہے خواہ وہ وراثت کی شکل میں ہو یا جہیز کی شکل میں، اس لئے اصل برائی اور اصل مرض جسکا سدباب کرنا چاہیئے تھا وہ یہ ہے کہ لڑکا یا لڑکے کے والدین لڑکی کے والدین کو باجبر یا یہ شرط رکھ کر کہ لڑکی کا رشتہ تب جا کر قبول کیا جائے یا منظور کیا جائے گا جب تک کہ لڑکی کے ساتھ یہ یہ چیزیں نہ دی جائیں گی۔

میں نے سارا بل غور سے پڑھا ہے۔ جہیز دینے پر پابندی ہے، جہیز دینے والے کو چھ ماہ قید اور دس ہزار روپے جرمانہ بھی ہو سکتا ہے۔ سب پابندیاں اس پر ہیں لیکن جس نے لڑکی کے والدین کی گردن پر انگوٹھا رکھ کر کوئی چیزیں حاصل کرنے کی کوشش کی، اس پر بالکل کوئی الزام نہیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا نقص ہے کہ جس کی اصلاح کے بغیر یہ بل بالکل بیکار ہے۔ یہ قانون بے سود ہوگا۔ لوگ اپنی لڑکیوں کی شادیوں کے لئے مجبور ہو کر اگر ظاہراً نہیں تو خفیہ قیمتی جہیز دینے پر مجبور ہوں گے اور یہ برائی لگاتار اسی طرح جاری رہے گی جب تک کہ اس کا سدباب نہیں کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین! میں ایک اور مسئلے کی طرف اس معزز ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ میں متوسط درجے سے بھی نچلے درجے سے تعلق رکھتا ہوں میری برادری ہے، میرے رشتہ دار ہیں، میں دیکھتا ہوں کہ جس گھر میں بچی پیدا ہوتی ہے، اس کی والدہ اور اگر اس کی دادی زندہ ہے تو اس کی پیدائش کے فوراً بعد اس کے جہیز کی تیاری شروع کر دیتی ہے آج کے معاشرے میں ایک طبقہ جس کو میں الٹرا ماڈرن کہوں گا، وہ پیدا ہو گیا ہے۔ جس کے پاس ٹنوں کے حساب سے دولت ہے، جو ایک گھنٹے یا دو گھنٹے میں بازار جا کر تمام چیزیں خرید لیتے ہیں۔ لیکن ایک متوسط درجے کے لوگ جہیز بچی کی پیدائش کے ساتھ ہی جہیز بنانا شروع کر دیتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے زیور، چھوٹے چھوٹے کپڑے،

چھوٹی چھوٹی چیزیں بنانا شروع کر دیتے ہیں - شادی بیاہ کے موقع تک پہنچتے وقت فرنیچر کی کچھ چیزیں رہ جاتی ہیں یا جس کا وقت گزرنے کے ساتھ خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے - ایک یہ پابندی جو ہم لگا رہے ہیں ، اس سے ہزاروں اور لاکھوں خاندان متاثر ہوں گے جنہوں نے اپنی بچیوں کے لئے جہیز تیار کر کے رکھے ہوئے ہیں اور خصوصیت سے ان کا جہیز تیار ہوتا ہے - اس بات کو آج ہمیں سامنے رکھنا چاہیئے - اس مہنگائی کے زمانے میں کوئی کپڑا بھی ۳۰ ، ۴۰ یا ۵۰ روپے فی گز سے کم قیمت کا نہیں ہے ، بلکہ اس سے مہنگے ہیں ، بہت مہنگے - - - مستورات کے پہننے والے کپڑے اور بھی مہنگے ہیں - آپ مردانہ کپڑوں کی بات کرتے ہیں - وہ بھی بیس پچیس روپے فی گز کی قیمت سے کم نہیں - اس صورت میں جب یہ پابندی لگائی جائے گی - جس آدمی نے تھوڑا تھوڑا کر کے دس سالوں میں اپنی بچی کے لئے جہیز تیار کیا ہے - وہ باقی جہیز کو کیا نیلام کرے گا ، اس کا کیا کرے گا ، وہ اس کے کسی کام کا نہیں ہے - ایک بچی سے لے کر دوسری کو دے دیتا ہے - لیکن دوسری کے پاس بھی کچھ نہ کچھ جہیز ہے - وہ کیا کرے گا ، وہ ضائع جائے گا اور ضائع تو اس لحاظ سے نہیں جائے گا - لوگ چوری چھپے پہنچا دیں گے - چوری چھپے سسرال لڑکی والے لڑکے کے ہاں پہنچا دیں گے - اس بل میں اس بات کو مدنظر نہیں رکھا گیا کہ جو اشیاء اور جہیز کی چیزیں لوگوں کے گھروں میں پہلے سے موجود ہیں ، ان کا کیا بنے گا - کیونکہ ۵ ہزار روپے اگر آج کوئی شخص لے کر جہیز کی چیزیں خریدنے کے لئے بازار میں جائے گا تو میرے خیال میں دو چار چیزوں سے زیادہ نہیں خرید سکتا - اس سے میرا نکتہ نظر یہ ہے کہ بجائے اس بات پر کہ ہم جہیز کی قیمت پر پابندی لگائیں جو مروجہ قانون ہے وہ زیادہ بہتر ہے - اگر اس کو enforce کرنے کی کوشش کی جاتی - کل بعض دوستوں نے خصوصیت سے اس بات پر اظہار خیال فرمایا کہ امراء اپنی بچیوں کو جہیز دیتے ہیں تو اس کی نمائش کرتے ہیں - جس سے دیکھنے والوں کے دل میں حسد ، بغض اور کینہ پیدا ہوتا ہے - اور ان کے مقابلے میں بڑھ کر اپنی بچیوں کو جہیز دینے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اپنی مالی حیثیت سے بڑھ کر دیتے ہیں - جس کے لئے وہ قرض برداشت کرتے ہیں - یہ کرتے ہیں ، وہ کرتے ہیں - لیکن جو مروجہ قانون ہے اس میں جہیز کی نمائش پر پابندی ہے لیکن چونکہ اسے نافذ نہیں کیا جاتا اس سے پہلے اس پر عملدرآمد نہیں کیا جاتا اور لوگوں کو یہ موقع ملتا ہے کہ وہ اپنی لڑکیوں کی شادی کے

[Khawaja Mohammad Safdar]

موقع پر جتنا بازار لگا دیتے ہیں جس سے یقیناً وہ جذبات ابھرتے ہیں جن کا میرے دوستوں نے ذکر کیا ہے - اگر اس قانون کو درست طور پر نافذ کیا جائے اور جہیز کی نمائش پر پابندی ہو - تو یقیناً وہ سفلی جذبات جس کا ذکر میرے دوستوں نے یہاں بار بار کیا ہے - وہ نہیں ابھریں گے - اور ایک دوسرے سے مسابقت یا سبقت لے جانے کے جذبات نہیں پیدا ہوں گے - اور غریب آدمی کو اپنے وسائل کے اندر جہیز دینے کا موقع مل جائے گا - لیکن ایک ایسے مفید قانون کی بجائے یہ پابندی لگائی جا رہی ہے - اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ کہ سلامی پر کوئی پابندی نہیں ہے جو امیر آدمی ہے وہ اپنے داماد کو ایک لاکھ کی سلامی دیتا ہے - چاہئے آپ اس کا کیا کریں گے؟ اس قانون کے تحت سلامی پر کوئی پابندی نہیں ہے - آپ کیا کریں گے؟ ایک شرط فریقین نے طے کی کہ دولہا کو ایک لاکھ دیا جائے گا سلامی کے طور پر - اس پر کیا پابندی ہے؟ آپ اس کا کیا بگاڑ سکتے ہیں نہ آپ دینے والے کا اس قانون کے تحت بگاڑ سکتے ہیں اور نہ لینے والے کا - اور اس قانون کے تحت یہ دونوں قابل مواخذہ نہیں - اس لحاظ سے بھی یہ قانون بے اثر بے معنی ہے - اس میں مختلف لوپ ہول ہیں - مختلف سوراخ رکھ چھوڑے گئے ہیں - ان سوراخوں کو بند کرنے کی بجائے - - - میں نہیں کہتا کہ اس وقت ان کو بند کیا جائے - میں یہ کہتا ہوں کہ اس قانون کی بالکل کوئی ضرورت نہیں ہے - اور مروجہ قانون جو اس وقت رائج ہے اس کو سختی سے نافذ کیا جائے - جو امیر آدمی ہے - وہ اپنی لڑکی کو ۵۰ لاکھ روپے دیتا ہے اور ایک غریب آدمی اپنے وسائل کے مطابق جہیز کسی صندوق، کسی ٹرنک، کسی سوٹ کیس میں بند کرکے اپنی لڑکی کے حوالے کرتا ہے اور ایسا ہی کرنا چاہئے - نہ میں دیکھوں نہ کوئی اور دیکھے اور نہ وہ سفلی جذبات نہ مجھ میں پیدا ہوں اور نہ ہی کسی اور میں اس کے بعد جناب چیئرمین! میں عرض کروں گا - کہ ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی - کہ یہ بھی اس بل میں کہا گیا ہے - کہ بارات - مہندی اور ولیمہ پر ڈھائی ہزار روپے صرف ہوں اور دونوں فریق ڈھائی ڈھائی ہزار روپے صرف کریں گے اگرچہ مسودہ قانون کی زبان بڑی خراب ہے - اس کا یہ مطلب نکل سکتا ہے - کہ دونوں فریق مل کر ڈھائی ہزار روپے صرف کریں گے - لیکن جو اس کلاز کے ابرل معنی ہیں - کہ دونوں فریق الگ الگ ڈھائی ڈھائی ہزار روپے صرف کریں گے - اب جناب والا!

کیا شادیاں اسلام آباد اور روالپنڈی کے درمیان ہی ہوتی ہیں - کیا راولپنڈی اور کراچی کے درمیان نہیں ہوتیں کیا کراچی اور لاہور میں رہنے والے آپس میں شادیاں نہیں کرتے کیا پشاور اور حیدرآباد یا لاہور کے رہنے والے آپس میں شادیاں نہیں کرتے - تو جہاں تک مجھے معلوم ہے - کراچی آنے جانے کا خرچ گیارہ سو روپے فی کس ہے -

چوہدری ممتاز احمد : (وزیر مملکت برائے خوراک) وہ شامل نہیں ہے -

خواجہ محمد صفدر : کہاں لکھا ہے ؟ کہاں لکھا ہے ؟ اس قانون میں - - - اس قانون میں جناب وزیر مملکت صاحب ؟ جناب والا ! برات کے جملہ خرچ میں کرایہ یقیناً شامل ہوگا -

(مداخلت)

خواجہ محمد صفدر : کیا آپ اپنے بچے کی بارات لاری کے ذریعے کراچی لے جائیں گے -

جناب طاہر محمد خان : پیدل - - -

خواجہ محمد صفدر : طاہر صاحب نے فرمایا ہے کہ پیدل لے جائیں گے - اس طرح خرچ بچ جائے گا - لیکن یہ تو بتائیے اگر اس گھر کے چار افراد بارات میں جاتے ہیں تو وہ ۵ ہزار روپیہ تو اسکا آنے جانے پر خرچ ہو گیا - اور اس نے قانون کے مطابق خرچ کرنا ہے ڈھائی ہزار روپے اس طرح یہ قانون بالکل بے معنی ، بے مقصد اور ناقابل عمل ہے - کیونکہ اس قانون میں ایسی باتیں کئی ہیں - جس کے کوئی معانی نہیں ہیں - کہا گیا ہے کہ ولیمہ وغیرہ پر ڈھائی ہزار خرچ ہوں گے - جناب چیئرمین اور یہ بھی کہا گیا ہے - اور یہ میرے نہایت محترم دوست میاں احسان صاحب نے کہا ہے - کہ پانی دودھ ، لسی یا چائے سے تواضع کی جائے presumption یہ ہوتی ہے کہ ایک محلہ سے برات صرف دوسرے محلہ میں جاتی ہو - پانی پی کر گھر واپس آ جائے گی لیکن بارات ملتان سے سیالکوٹ آ سکتی ہے سیالکوٹ سے راولپنڈی آ سکتی ہے - دو کھانے ان کو راستے میں پڑ جائیں گے - وہ کون کھلائے گا ؟

جناب طاہر محمد خان : چنے کھائیں گے -

خواجہ محمد صفدر : طاہر محمد صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ چنے کھایا کریں گے

[Khawaja Mohammad Safdar]

تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ بارات نہ ہوئی یہ سمجھا جائے گا کہ اس کو سنٹرل جیل میں بھیج دیا گیا ہے - جہاں چنے اور گڑ ملتا ہے - تو جناب والا ! یہ ناقابل عمل باتیں ہیں - اگر بارات ولیمہ یا ان سب باتوں پر ڈھائی ہزار روپے خرچ کرنا ہیں تو وزارت نسخہ بھی بتائے کہ کیسے خرچ ہوگا - اگر روٹی کھلانی ہے تو شادی اور بیاہ کے موقع پر پلاؤ ضرور پکے گا - اگر پلاؤ کھایا گیا تو ۵۰ ' ۶۰ آدمیوں پر ڈھائی ہزار روپے خرچ آئے گا - اور صرف ولیمہ پر - اور جن لوگوں کو بارات میں لے جانا ہے - یا ان کو ساتھ لانا ہے - ان کا اللہ وارث ہوگا - اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ قانون ناقابل عمل بے کار اور بے معنی ہے -

جناب والا ! آخر میں صرف اتنی گذارش کروں گا کہ یہ کوشش کہ سماجی برائیوں کو روکا جائے نہایت اچھی ہے احسن ہے لیکن کوشش کرتے ہوئے اپنے گردوپیش کے حالات پر نظر رکھنی چاہئے اور میری ذاتی رائے یہ ہے کہ ہمیں جہیز کی مالیت پر کوئی پابندی نہیں لگانی چاہئے میری ذاتی رائے یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم مالیت کے اعتبار سے یا روپے کے صرف کے لحاظ سے بارات اور ولیمہ وغیرہ پر اخراجات کی پابندی لگائیں بہتر یہ ہوگا کہ افراد کی تعداد پر پابندی لگائی جائے کہ ولیمے میں اتنے افراد ہوں گے اور بارات میں اتنے افراد ہوں گے وہ بات تو میری سمجھ میں آتی ہے لیکن اگر مجھے یہ کہا جائے کہ بھئی کوئی ایسا طریقہ نکالو کہ تم اپنے لڑکے کی شادی کرنے والے ہو اور بارات جو ہے وہ کوئی سو میل کے فاصلے پر جائے گی اور تم نے شریعت کے حکم کے مطابق ولیمہ بھی کرنا ہے تو یہ دونوں کام ڈھائی ہزار روپے میں ختم کرو تو مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میں مجبور ہوں گا کہ اس قانون کی خلاف ورزی کروں کیونکہ مجھے یہ سمجھ اور یہ قوت نہیں ہوگی کہ میں ڈھائی ہزار میں یہ دونوں کام کیسے کروں اور ظاہر ہے مجھے جھوٹ بولنا پڑے گا کیونکہ مجھے مجبور کیا جائے گا کہ میں جھوٹ بولوں اور جو اخراجات ہیں انکو اخفا کروں یا غلط بیانی سے کام لوں اور انسان کو ایک بری چیز سے بچنے کے لئے دوسری بری چیز پر مجبور نہیں کرنا چاہئے کیونکہ جھوٹ بذات خود ایک بہت بڑی لعنت ہے اور بددیانتی ایک بہت بڑی لعنت ہے اور قوم کو اس بات پر مجبور نہ کیا جائے کہ وہ جھوٹ اور اخفا جیسی لعنتوں میں اپنے آپ کو ڈالیں لیکن وہ اس

بناء پر مجبور ہیں کہ اس قانون کے تحت چھ مہینے سزا ہوگی یا دس ہزار روپے جرمانہ ہوگا ۔ شکریہ

Mr. Chairman : Thank you very much. Yes, Mr. Mumtaz.

چوہدری ممتاز احمد : جناب چیئرمین ! یہ بل جو کہ مذہبی امور کے وفاقی وزیر جناب مولانا کوثر نیازی صاحب نے پیش کیا ہے انہوں نے اس بل پر تقریر کرتے ہوئے اس کی کافی وضاحت کر دی تھی لیکن پھر بھی میرے چند دوستوں نے اس پر چند باتیں کہی ہیں تو میں بھی اس کے جواب میں چند گزارشات کروں گا ۔ جناب والا ! بہت سے ممبران نے تو اس بل کی حمایت کی ہے کیونکہ یہ نکاح جو ہے یہ ایک مقدس فریضہ ہے ایک spiritual فریضہ ہے جو اسلام کے تحت سب مسلمان ادا کرتے ہیں اور جہیز کی شکل میں ہمارے پیغمبر پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بالکل سادگی کا سبق دیا ہے وہ مثال ہمارے سامنے موجود ہے ۔

Khawaja Mohammad Safdar : I challange it.

نبی کریم صلی اللہ وآلہ وسلم نے جہیز میں پورا مکان دیا ہے ایسی مثالیں موجود ہیں ۔

چوہدری ممتاز احمد : جو کچھ روایتی طور پر ہمارے سامنے آ رہا ہے وہ ایک چکی تھی ایک مشکیزہ تھا اور اسی طرح کی چند اور معمولی چیزیں تھیں اس کے بعد جب دنیا سے جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام بڑھا تو اسکے ساتھ ساتھ یہ جہیز کی شکل اور شادی کی رسم بھی بدلتی گئی اور خاص طور پر جن لوگوں کے پاس زیادہ دولت آئی تو انہوں نے اپنی دولت کی نمائش اس شکل میں کرنی شروع کر دی اور کہیں کہیں بات یہاں تک پہنچی کہ لڑکیاں فروخت ہونے لگی اور لڑکوں کی قیمت لگنے لگی اور کسی جگہ لڑکیوں کی قیمتیں لگنے لگی کہ لڑکے کی تعلیم وغیرہ کے اخراجات ماں باپ پورے کرنے کے لئے یا لڑکی والوں سے اور مفاد اٹھانے کے لئے جہیز کی شکل میں بہت سی چیزیں مانگنے لگے اور روپیہ تک مانگنے لگے ۔ جناب والا ! یہ رسم یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ انسانوں کا جو آپس میں روحانی رشتہ قائم ہونے والا تھا یہ بزنس میں تبدیل ہو گیا اور اس نے ایک بیوپار کی شکل اختیار کرلی اور ہمارے مولانا صاحب ۔ بھی اس سلسلے میں اپنا حق نہیں چھوڑا وہ بھی نکاح کو بجائے اللہ اور رسول کی طرف سے ایک غرض سمجھ کر ادا کرتے ۔ ۔ ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : اور یہ ڈنڈی مارتے رہے -

چوہدری ممتاز احمد : فرض ادا کرتے ہوئے انہوں نے بھی اپنی قیمت لگانی شروع کر دی اور بجائے خدا واسطے پڑھانے کے سو سو روپے اور دو دو سو روپے لینے لگے اور ساتھ حلوہ پلاؤ اور زردہ بھی کھانے لگے - جناب والا ! یہ رسم ایسی تھی جس سے لوگ تنگ آئے ہوئے تھے اور ہر طبقہ اسکے خلاف احتجاج کر رہا تھا موجودہ حکومت نے عوامی حکومت ہونے کی وجہ سے اپنا فرض سمجھا کہ ایک ایسا کام جو کہ ایک مذہبی فریضہ تھا اور اسکو ایک سماجی برائی میں بدل دیا گیا تھا اسکو روکا جائے اور اس پر پابندی لگائی جائے میں سمجھتا ہوں کہ جہیز دینا بند نہیں کیا گیا ہے کیونکہ جہیز جو ہے یہ ٹھیک ہے کہ یہ ہماری ایک دینی رسم ہے اور یہ ہماری ایک سماجی رسم بھی ہے لیکن اس رسم میں جو خرابی پڑی اور اس سے بڑھکر ایک برائی کی شکل اختیار کرلی تو اس پر پابندی لگائی گئی ہے اس لئے یہ کہنا کہ جہیز کو بند کیا گیا ہے یہ صحیح نہیں ہے - جناب والا ! یہ جہیز بل جو ہے اس پر ایک کمیٹی سمجھ دار لوگوں کی بنائی گئی تھی - جس میں پارلیمنٹ کے ممبروں اور سینٹ کے ممبروں نے غور کیا اور اس کی سب شقیں بنائی گئی - جناب والا ! اس کے بعد بھی اس پر ممبران نے کچھ باتیں کہی ہیں جن میں خاص طور پر بلوچستان اور سرحد میں ''ولور'' کا رواج ہے کہ لڑکیاں فروخت کی جاتی ہیں اور لڑکے والوں سے پیسے لیئے جاتے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ یہ قانون جو بنایا گیا ہے اور اس میں پانچ ہزار کی جو حد مقرر کی گئی ہے تو اس میں چھ مہینے پہلے اور چھ مہینے بعد جو چیز دی جائے گی شادی کے سلسلے میں وہ بھی قانون کی زد میں آئے گی اس لئے یہ چیز بھی ختم ہو جائے گی اور اس کے ساتھ ساتھ اسکی کلاز نمبر ۱۰ کے تحت رولز وغیرہ بننے ہیں اس میں ان چیزوں کا ذکر آ سکتا ہے -

جناب والا! خواجہ صاحب نے چند باتیں بڑے کام کی کہی ہیں انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ جو لینے والے ہیں ان کے خلاف اس میں کچھ نہیں لکھا گیا ہے کہ لڑکے والے جو مطالبے کرتے ہیں تو جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو پانچ ہزار روپے کی حد مقرر کی گئی ہے کہ ۲۵۰۰ روپے انہوں نے خرچ کرنے ہیں اور آدھے لڑکی والوں نے خرچ کرنے ہیں تو یہ دونوں پر پابندی ہے اور مانگنے والا بھی اتنا ہی قانون کی زد میں ہے جتنا کہ دینے والا ہے اور یہ جو

پابندی لگائی گئی ہے - مانگنے والوں پر بھی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے اور ان کا یہ اعتراض مناسب نہیں اب نمائش کے خلاف کہا گیا ہے کہ نمائش نہیں ہونی چاہئیے - جناب والا ! بات یہ ہے کہ پہلے بڑے لوگ جو تھے وہ صرف اپنی دولت دکھانے کے لئے اپنی امارت دکھانے کے لئے اور اپنی شان دکھانے کے لئے غریبوں کے سامنے اپنی شادیوں کے جہیز کی نمائش کیا کرتے تھے لیکن اب جو نمائش کا حکم اس میں رکھا گیا ہے وہ قانون کی پابندی کے لئے ہے اور وہ اس لئے ہے کہ غریب لوگ جو ہیں وہ نمائش دیکھکر ان کے دل میں خیال پیدا نہ ہو اور پانچ ہزار روپے کی جو حد ہے وہ ہمارا متوسط طبقہ اور ہمارے سب طبقے بڑی آسانی سے ادا کر سکتے ہیں اور ملک کی اکثریت انہی طبقوں پر مشتمل ہے اور قانون اسی لئے بنایا جاتا ہے کہ اس سے بہت بڑی اکثریت کو فائدہ پہنچے اس لئے اس کی نمائش قانون پر عملدرآمد کرانے کے لئے ضروزی ہے ورنہ اس قانون پر عملدرآمد کرانے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے اور نہ ہم کوئی خفیہ ذریعہ بنانا چاہتے ہیں CID وغیرہ کا کہ یہ پتہ چلائے کہ کس نے زیادہ دیا ہے اور کس نے کم دیا ہے اور جب نمائش ہوگی تو وہ کھلے عام ہوگی اور اس میں باراتی بھی ہوں گے ولیمے والے بھی ہوں گے گھر والے بھی ہوں گے تو وہ اس بات کو دیکھیں گے - جناب والا ! خواجہ صاحب نے بارات کے کرائے کے متعلق فرمایا ہے تو جہاں تک کرائے کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ ٹرانسپورٹ کا کرایہ جو ہے - وہ ان اخراجات میں شامل نہیں ہے اس لئے ان کا یہ اعتراض بے معنی ہے -

جناب والا ! ایک بات انہوں نے بڑی اچھی کہی ہے کہ بارات کی تعداد کم ہونی چاہئے ولیمے کی تعداد کم کرنی چاہئے یہ بڑی اچھی بات ہے تو جب ہم یہ پابندی لگا رہے ہیں تو یہ اس لئے لگا رہے ہیں اور پانچ ہزار روپے کی جو حد مقرر کی ہے اس سے بارات کی تعداد کم ہو جائے گی ولیمے کی تعداد کم ہو جائے گی اب تو ہمارے ہاں رواج ہے کہ جس کے ہاں شادی ہوتی ہے وہ تمام برادری کو اور ملنے جلنے والوں کو بلواتا ہے اور اس طرح ایک ہجوم اکٹھا ہوتا ہے اور روٹی پکتی ہے - پلاؤ زردہ پکتا ہے اور لوگوں کے گھروں میں الگ کھانا پکتا ہے جس سے کھانا بھی بہت سا ضائع ہوتا ہے اس لئے اس پر پابندی لگائی گئی ہے اور پانچ ہزار روپے کی حد مقرر کی ہے اس سلسلے میں مولانا صاحب سے معذرت کرتا ہوں کہ ہم نے پابندی لگا دی ہے تو شاید ان کو حلوہ کھانے کے لئے نہ ملے لیکن اگر خوف خدا کریں اور اپنی فیس کم کر لیں تو میں سمجھتا ہوں اس سے دونوں گھر والوں کا فائدہ ہوگا -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : چاول بہت کم پکیں گے ۔

چوہدری ممتاز احمد : جو یہ نکاح کرانے کی فیس لیتے ہیں تو جناب والا ! ان گزارشات کے ساتھ - - - -

جناب چیئرمین : یہ ٹرانسپورٹ کا خرچ پانچ ہزار روپے میں نہیں آتا ؟

چوہدری ممتاز احمد : نہیں ۔

جناب چیئرمین : نہیں آتا یعنی ایک بارات کے ساتھ سو کاریں ہوں تو خیر ہے یہاں بارات کاروں میں نہیں آتی ہے ۔

چوہدری ممتاز احمد : ہاں آتی ہے ۔

جناب چیئرمین : پچاس ساٹھ کاریں تو میں نے خود بارات کے ساتھ دیکھی ہیں ۔ ڈھائی ہزار کے خرچہ میں ٹرانسپورٹ نہیں آتی ہے ۔

What is your opinion Mr. Mumtaz ?

چوہدری ممتاز احمد : جناب والا ! میں نے بل پڑھا ہے ۔ اس میں ٹرانسپورٹ کا کہیں ذکر نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین : ٹرانسپورٹ اس میں نہیں ہے ؟

جناب طاہر محمد خان : جناب والا ! اس میں ٹرانسپورٹ نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین : اگر ایک آدمی بارات میں سو کاریں لائے تو اس کو اجازت ہے اور وہ اڑھائی ہزار میں شمار نہیں ہوں گی ؟

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! ان کے کہنے کے مطابق تو اجازت ہے لیکن مقدمہ اگر عدالت میں چلا گیا تو وہاں اجازت نہیں ہوگی ۔

چوہدری ممتاز احمد : جناب والا ! جو پابندی لگائی گئی ہے ۔ وہ صرف جہیز کی رقم پر ہے ۔

جناب چیئرمین : اس میں جہیز bridal gifts, presents and marriage expenses تو ہیں لیکن ٹرانسپورٹ نہیں ہے ۔ اسے بھی اس میں رکھنا چاہیے تھا ۔

جناب طاہر محمد خان : جناب والا ! بارات پر صرفہ نہیں ہوتا ۔ اگر بعد از بارات ہے تو وہ شامل ہے اگر بعد از بارات نہیں تو وہ شامل نہیں ہے ۔

چوہدری ممتاز احمد : جناب والا ! جب یہ خرچہ کم کیا ہے اور پانچ ہزار

تک محدود کیا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ بارات کا سائز خود بخود کم ہو جائے گا -

جناب چیئرمین : اس میں present ہے ؟

جناب شیر محمد خان : پوائنٹ آف آرڈر -

جناب چیئرمین : آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے ؟

جناب شیر محمد خان : جی ہاں -

جناب چیئرمین : خدا کرے -

جناب شیر محمد خان : جناب والا ! جس طرح یہ کہتے ہیں کہ بارات کی پابندی نہیں ہے اور اس میں خرچے کا بھی ذکر نہیں ہے لیکن اس بل کا مقصد صرف یہ ہے کہ معاشرے کو صحیح خطوط پر چلایا جائے -

چوہدری ممتاز احمد : جناب والا ! بارات بھی نہیں ہے -

جناب شیر محمد خان : جناب والا ! point of explanation پیش کرنا چاہتا ہوں -

جناب چیئرمین : پوائنٹ آف لطف کہہ دیجئے -

جناب شیر محمد خان : جناب والا ! ایک آدمی بارات میں دو تین سو کاریں لاتا ہے اور ہم اسی چیز کو رکوانے کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں -

جناب چیئرمین : یہی میں چاہتا تھا کہ مولانا صاحب بھی ہوتے - اب روٹی تو اڑھائی ہزار سے زیادہ مت کھاؤ - لیکن یہاں کاروں پر پچاس ہزار بھی خرچ ہو جائے تو خیر ہے - اگر لاہور سے راولپنڈی سو کاریں آئیں تو پٹرول کی قیمت کا آپ خود اندازہ لگائیں -

جناب شیر محمد خان : جناب والا ! مطلب یہ ہے کہ نکاح کے لئے چونکہ مولانا آتے ہیں اس لئے حلوے کی پابندی ہے -

جناب چیئرمین : میری عرض یہ ہے کہ کھانے پینے پر پابندی ہے اور اس کے لئے اڑھائی ہزار ہے - یہ ٹھیک ہے - مثلاً روٹی ہے ، یا دال ہے یا چائے ہے یا لسی ہے یا ترکاری ہے یا جو کچھ ہے یعنی اڑھائی ہزار marriage expenses ہیں - اس لئے کہ غریب آدمی کو یہ جلن نہ ہو - اڑھائی ہزار ، پانچ ہزار ، دس ہزار کوئی متوسط آدمی خرچ کر سکتا ہے ؟ بیس ہزار کا آپ انٹر کالٹی لینٹل

[Mr. Chairman]

میں ولیمہ دے سکتے ہیں ؟ گھر میں بھی دے سکتے ہیں تو غریب آدمی کہے گا کہ میں یہ دس پندرہ ہزار یا بیس ہزار کہاں سے لاؤں تو اس لئے اس کے لئے اڑھائی ہزار رکھ دیا ہے چلو متوسط درجے کا آدمی ہے تو اڑھائی ہزار خرچ کر سکتا ہے لیکن کوئی دولت مند تو اڑھائی ہزار خرچ نہیں کرے گا بلکہ زیادہ کرے گا۔ تو اس کا کیا علاج ہے؟ جب لاہور سے، گوجرانوالہ سے، شیخوپورہ سے، یا لائل پور سے بارات آئے اور اس میں پچاس ، ساٹھ ، اسی کاریں ہوں تو پھر کیا صورت ہوگی ۔

چوہدری ممتاز احمد : جناب والا ! جب پتہ ہوگا کہ کھانے کے لئے نہیں ملے گا اور وہ پہلے والی بات نہیں ہے تو وہ لوگ کب آئیں گے ۔ یہ نفسیاتی اثر ہے کہ پیسے کا خرچہ ہوگا ۔

جناب چیئرمین : جو کاروں میں آتے ہیں وہ راستے میں، ہوٹل میں روٹی کھا کر آتے ہیں وہ دعوت ولیمہ کے لئے نہیں آتے جیسے وہ floral wreathe دکھانے کے لئے ہوتا ہے ۔ اس میں دلہن ہے یا دولہا ہے ان کو پھول لگا دیتے ہیں۔ ہار پہنا دیتے ہیں کاروں کو بھی ہار پہنا دیتے ہیں ۔

چوہدری ممتاز احمد : جناب والا ! اس بل کے آنے سے جو اتنی بڑی تشویش ہوئی تھی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ شادی کے بارے میں جیسے خواجہ محمد صفدر صاحب نے کہا لڑکی کے پیدا ہوتے ہی والدین لڑکی کا جہیز بنانا شروع کر دیتے تھے اور اس میں ان کے بال سفید ہو جاتے تھے ۔ جناب والا ! اس بل کے بنانے کا مقصد یہ ہے کہ اس قسم کی جو ماں باپ کو فکر ہے وہ ہٹ جائے اور لڑکیوں کا جو بوجھ اپنے سر پر سمجھتے تھے تو وہ اسے بوجھ نہ سمجھیں ۔ یہ پانچ ہزار ایسی رقم ہے جسے متوسط طبقہ آسانی سے خرچ کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا ۔ جیسے جناب خواجہ صاحب نے فرمایا تھا کہ والدین کو بہت بڑی فکر ہوتی ہے تو اب وہ فکر نہیں رہے گی ۔ جناب والا ! ان گذارشات کے ساتھ میں ہاؤس سے عرض کروں گا کہ اس بل کو اسی شکل میں منظور کیا جائے کیونکہ اس بل کے منظور ہو جانے سے وہ جہیز والی جو سماجی برائی بن چکی ہے وہ دور ہو جائے گی اور پاکستان کے عوام کی مشکلات دور ہوں گی ۔ جناب والا ! یہ ہماری پارٹی کا manifesto ہے کہ ہم مساوات محمدی کے تحت کوئی ایسی چیز نہ رہنے دیں گے جس سے لوگوں میں تکلیف بڑھے ۔ ہم اس کو ختم کریں گے ۔ اب میں گذارش کروں گا کہ اس motion کو پاس کیا جائے ۔

Mr. Chairman : Thank you very much.

I will put the question now.

The question is :

"That the Bill to provide for restriction on dowry and bridal gifts [The Dowry and Bridal Gifts (Restriction) Bill, 1976], passed by the National Assembly, be taken into consideration."

(The motion was adopted)

Mr. Chairman : Now, I will take up clause by clause consideration of the Bill. There is no amendment to Clause 2. I will put Clause 2.

The question is :

"That Clause 2 form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman : Now, we come to Clause 3. There is an amendment by Khawaja Mohammad Safdar. Yes, Khawaja Sahib.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! میں اس ترمیم کو پیش نہیں کرتا البتہ اس کلاز کی مخالفت کرتا ہوں - جناب والا ! کلاز تین کے تحت جہاں تک اس کے الفاظ میں سمجھ سکا ہوں، ویسے اس کلاز میں انتہائی مبہم الفاظ استعمال کئے گئے ہیں، کہ لڑکی کو یعنی دلہن کو جہیز اور تحائف کی شکل میں پانچ ہزار روپیہ ماں باپ کی طرف سے مل سکتا ہے اور اسی طور پر اسے bridal gift کی شکل میں اپنے سسرال والوں کے ہاں سے پانچ ہزار روپیہ کی مالیت کی اشیاء بھی مل سکتی ہیں - اور تیسری صورت اس میں یہ ہے کہ دولہا میاں کو جو تحائف ملیں گے ان کی ملکیت پانچ ہزار ہو سکتی ہے اگرچہ محترم وزیر صاحب کہہ رہے تھے کہ اڑھائی ہزار ایک اور اڑھائی ہزار دوسرا تو یہ درست نہیں ہے - انہوں نے غالباً اس طرف توجہ نہیں فرمائی - دس ہزار کلیتاً بنتا ہے - جن کو اشیاء یا تحائف سمجھ لیجئے - جہیز سمجھ لیجئے - ان سب کو ملا کر یعنی میکے اور سسرال سے دونوں کو ملا کر دس ہزار کی ملکیت بنتی تھی - اسی طرح لڑکی اور دولہا کو ملے گا -

جناب چیئرمین : آپ کا مطلب ہے کہ والدین کی طرف سے اڑھائی ہزار ہے -

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! میں اسے پڑھے دیتا ہوں -

جناب چیئرمین : یہ dowry and gifts پانچ ہزار کی مالیت کے ہیں ؟

خواجہ محمد صفدر : جی ہاں - پانچ ہزار ہیں - جناب والا ! دوسری بات یہ ہے کہ Neither the aggregate value of the dowry nor the aggregate value of the bridal gifts.

Mr. Chairman : Neither the aggregate value of the dowry.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! اس میں bridal gift کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ وہ تحائف جو سسرال کی جانب سے بچی کو دئیے جائینگے یا دلہن کو دئیے جائینگے وہ پانچ ہزار کی مالیت کے ہوں گے - کیونکہ یہاں bridal gift کے بعد لکھا ہوا ہے لفظ "and" نہیں لکھا گیا اس لئے تیسری شق علیحدہ ہو جاتی ہے - "لفظ" or

or of the presents given to the bridegroom shall exceed five thousands rupees.

جناب چیئرمین : پانچ ہزار تو یہ ہو گئے - اس کو اس طرح پڑھیں

Neither the aggregate value of the dowry and presents given to the bride by her parents......shall exceed five thousand rupees.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! پانچ ہزار روپیہ تو یہ گیا nor the aggregate value of the bridal gifts. اس میں bridal gifts کہا گیا ہے جو سسرال والوں کے ہاں سے دلہن کے لئے آئیں گے -

Mr. Chairman : Or of the presents given to the bridegroom.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! تیسری چیز یہ ہے کہ اس کی language بڑی خراب ہے -

جناب چیئرمین : یہی میں کہہ رہا ہوں کہ ان باتوں کو میں خود نہیں سمجھا - چوہدری ممتاز صاحب ہی کچھ سمجھا دیں -

Neither the aggregate value of the dowry and presents......or

وہاں "or" ہے اور دوسری لائن میں dowry and presents

خواجہ محمد صفدر : دونوں کی مالیت پانچ ہزار بنتی ہے -

Mr. Chairman : Nor the aggregate value of the bridal gifts or - - -

یہ الگ الگ ہے I understand this

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! یہ زبان کے اعتبار سے بالکل غلط ہے اور مضمون کے اعتبار سے بھی غلط ہے -

جناب چیئرمین : اس میں کوئی ایسا lacuna نہ ہو -

خواجہ محمد صفدر : وہ lacun تو ان کے سامنے میں کئے دیتا ہوں مگر وزیر صاحبان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ یہ ایوان عبث ہے -

Mr. Chairman : Just now, the bridal gifts or of presents.

ان میں سے کون ہونا چاہئے ۔ یا تو دونوں "or" ہونے چاہئیں یا دونوں "and" ہونے چاہئیں -

خواجہ محمد صفدر : ایک جگہ لڑکی کو والدین کی طرف سے دونوں چیزیں ملتی ہیں -

جناب چیئرمین : تو dowry اور bridal gifts دونوں ملتے ہیں ؟

خواجہ محمد صفدر : نہیں جناب ! dowry and presents دونوں اس کو میکے والوں سے ملیں گے اس لئے ان کو اکٹھا کرنے سے ان کی مجموعی مالیت پانچ ہزار ہوگی -

Mr. Chairman : Both put together.

جہیز اور تحائف دونوں -

خواجہ محمد صفدر : لیکن bridal gifts تو خاص قسم کے تحائف ہیں جو سسرال کے ہاں سے ملتے ہیں -

جناب چیئرمین : وہ تو dowry میں نہیں آ سکتے -

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! آتے ہیں - وہ پانچ ہزار تو علیحدہ ہو گئے - کیونکہ ہمارے ہاں رسم و رواج یہ ہے کہ دولہا میاں کو اپنی سسرال کے ہاں سے کچھ ملتا ہے - کپڑے کی صورت میں بھی - انگوٹھی کی صورت میں بھی یا کسی اور صورت میں تو یہ پانچ ہزار علیحدہ ہیں - اس لئے محترم وزیر صاحب کی interpretation درست نہیں ہے میری رائے یہ ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین : وہ اس کی وضاحت کر دیں گے - You don't move this amendment. You oppose it.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! میں ترمیم پیش نہیں کر رہا بلکہ اس کلاز کو oppose کر رہا ہوں -

میں صرف اس کی مخالفت کر رہا ہوں کہ اس کلاز میں جو حد لگائی گئی ہے - وہ درست نہیں اس کی وضاحت ہونی چاہئے - جیسے کہ میں نے پہلی خواندگی کے دوران عرض کی تھی -

جناب چیئرمین : میں خود سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں - اپ کی اس ترمیم کا مطلب تو یہ ہے کہ آپ wording کو درست کرنا چاہتے ہیں تاکہ اس میں کوئی ambiguity یا lacuna نہ رہ جائے اور اس میں اس کے ساتھ کچھ اور بھی ہے -

خواجہ محمد صفدر : میں بنیادی طور پر اس کی مخالفت کر رہا ہوں -

جناب چیئرمین : جب آپ اس کی مخالفت کرتے ہیں تو اس کا اور مطلب ہے - اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کوئی پابندی نہیں لگانا چاہتے -

خواجہ محمد صفدر : میں سرے سے پابندی رکھنا ہی نہیں چاہتا -

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے - I now follow.

خواجہ محمد صفدر : میں تو یہ چاہتا ہوں کہ جتنی کسی کی استطاعت ہے وہ اس کے مطابق جہیز دے لیکن وہ ڈھکا ہوا ہو -

Mr. Chairman : Now, I understand. Yes, Ch. Mumtaz Ahmad.

چوہدری ممتاز احمد : جناب والا ! یہ جو انہوں نے کہا ہے کہ وہ کوئی پابندی نہیں رکھنا چاہتے ، یہ تو ایک خاص کمیٹی نے بیٹھ کر اور بڑا سوچ سمجھ کر طے کیا ہے اس لئے یہ پابندی نہیں روکی جا سکتی اور جو ترمیم انہوں نے تجویز کی ہے اس میں تو وہ دس ہزار رکھنا چاہتے ہیں -

جناب چیئرمین : انہوں نے ترمیم چھوڑ دی ہے -

چوہدری ممتاز احمد : اب انہوں نے چھوڑ دی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے ٹھیک لکھا ہے اور اگر اس میں کوئی تھوڑی بہت غلطی ہو گی تو ہم درست کر لیں گے -

Mr. Chairman : All right. I will now put the question.

The question before the House is :

"That Clause 3 forms part of the Bill.

(*The motion was adopted*)

Mr. Chairman : Clause 3 forms part of the Bill. Now we take up Clause 4.

There is an amendment.

Khawaja Mohammad Safdar : Sir, I beg to move :

"That the third Proviso to Clause 4 be omitted."

Mr. Chairman : The amendment moved is :

"That the third Proviso to Clause 4 be omitted."

Ch. Mumtaz Ahmad : Opposed, Sir.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! کلاز ۴ کی تیسری proviso کے الفاظ یہ ہیں -

"Provided further that this restriction shall not apply to a Government servant or official serving in the scale below National Pay Scale 17 not exercising in any manner judicial, revenue or executive authority."

جناب والا! میں نے یہ تجویز اس لئے پیش کی ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ سکیل ۱۷ اور ۱۸ کے ملازمین کے درمیان کسی قسم کی تخصیص نہیں ہونی چاہئے کہ جو ملازمین قومی پے سکیل ۱۷ میں ہیں ان پر کوئی پابندی نہیں لیکن اگر ایک قدم آگے بڑھ جائیں تو سکیل ۱۸ کے ملازمین پر یہ پابندی ہے - پابندی سبھی پر ہونی چاہئے کہ کوئی شخص بھی اپنے عہدے اور اپنے منصب سے کسی قسم کا کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے - اس میں کسی قسم کا استثنیٰ نہیں ہونا چاہئے - ان الفاظ کے ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ کلاز ۴ کی تیسری proviso حذف کر دی جائے -

چوہدری ممتاز احمد : جناب والا ! میرا خیال ہے کہ چھوٹے ملازمین پر جو پابندی لگائی گئی ہے یہ ایک طرف سے سب پر پابندی ہے - کوئی بھی اس کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا - یہ انہوں نے ویسے ہی کہہ دیا ہے -

جناب چیئرمین : وہ بڑے خطرناک طبقے ہیں - خواجہ صاحب اس کا مطلب یہ ہے کہ سکیل ۱۷ کو وہ اس لئے رکھنا چاہتے تھے کہ بعض لوگ ایسے ہیں مثلاً پٹواری ، قانونگو وغیرہ یہ اپنے اختیارات سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں - جتنے خطرناک سینٹرز ، وزراء یا چیئرمین ہیں اتنے خطرناک پٹواری بھی ہیں ، وہ بھی اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کر سکتے ہیں - ایک سب انسپکٹر کر سکتا ہے -

خواجہ محمد صفدر : ان کو تو چھٹی ہو گی -

جناب چیئرمین : نہیں ، نہیں چھٹی نہیں ہوئی - وہ کہتے ہیں کہ سکیل ۱۷ کے نیچے کے ملازمین کے لئے کوئی پابندی نہیں بشرطیکہ وہ روینیو یا Magisterial اختیارات نہ رکھتے ہوں - تو اس میں سب انسپکٹر وغیرہ بھی آ جاتے ہیں -

خواجہ محمد صفدر : چلئے جناب ! سب انسپکٹر نے لے لی - پٹواری نے لے لی اور کئی لوگ ہیں آج کل تو جو لوگ لہریں گننے پر لگے ہوئے ہیں وہ بھی مال کماتے ہیں - آج کل تو زمانہ ہی اور چل رہا ہے -

Mr. Chairman : All right, now, I put the amendment.

The amendment moved is :

"That third Proviso to Clause 4 be omitted."

(The motion was negatived).

Mr. Chairman : The amendment is lost. Now I put the clause.

The question before the House is :

"That Clause 4 forms part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Chairman : There is no amendment to Clause 5 ?

Khawaja Mohammad Safdar : Yes, Sir.

Mr. Chairman : So the question before the House is :

"That Clause 5 forms part or the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Chairman : Next Clause 6.

Khawaja Mohammad Safdar : Yes, there is an amendment in my name.

Sir, I beg to move :

"That in Clause 6 of the Bill, the words."

'two thousand and five hundred rupees' be substituted by the words 'five thousand rupees'."

Mr. Chairman : The motion moved is :

"That in Clause 6 of the Bill, the words

'two thousand and five hundred rupees' be substituted by the words 'five thousand rupees'."

Ch. Mumtaz Ahmad : Opposed, Sir.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! جیسے میں نے پہلے عرض کی تھی کہ میں تو اس پابندی کے خلاف ہوں لیکن اگر وہ اس خرچ پر کوئی پابندی رکھنا چاہتے ہیں تو بجائے ڈھائی ہزار کے ، جو آج کل کے زمانے میں کوئی خاص قیمت نہیں رکھتے ، کم از کم پانچ ہزار رکھ دیں ۔ بس میں یہی عرض کروں گا ۔

چوہدری ممتاز احمد : نہیں جناب ! یہ سوچ سمجھ کر رکھا گیا ہے ۔

جناب چیئرمین : یہ کتنی simple بات ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ رکھ لیں اور یہ کہتے ہیں کہ نہیں ، یہ نہیں ہو سکتا ۔

چوہدری ممتاز احمد : جناب والا ! میں ایک چھوٹی سی بات اور عرض کروں گا ۔ خواجہ صاحب تو بڑے اونچے طبقے میں رہتے ہیں ' انہیں تو ڈھائی ہزار روپیہ زیادہ نہیں لگتا لیکن غریب لوگوں کے لئے بہت زیادہ ہے ۔

جناب چیئرمین : چلئے تیسری خواندگی کے دوران آپ اس پر کچھ روشنی ڈالیں گے ۔

Now, the question before the House is :

"That in Clause 6 of the Bill, the words 'two thousand and five hundred rupees' be substituted by the words 'five thousand rupees'."

(*The motion was negatived*)

Mr. Chairman . The amendment is rejected.

I will put the question now with regard to Clause 6.

The question before the House is :

"That Clause 6 forms part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Chairman : Clause 6 forms part of the Bill. Now it is prayers time so the House stands adjourned to meet again at 7.30 p.m.

Khawaja Mohammad Safdar : Thank you very much, Sir.

[The Senate then adjourned till 7.30 p.m. for Maghrib Prayers.]

(The House reassembled after Maghrib Prayers.)

Mr. Chairman : Yes, Mr. Ihsan, you want to speak?

Mr. Ihsan-ul-Haq : No, Sir.

Mr. Chairman : Now, we take up Clause 7. There is an amendment.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! باقی جو میری ترامیم ہیں وہ میں پیش نہیں کروں گا ، وزیر مملکت نے کہا ہے کہ میں باقی ترامیم پیش نہ کروں ۔

جناب چیئرمین : اتنا تو لحاظ ہونا چاہئے -

چوہدری ممتاز احمد : شکریہ ، خواجہ صاحب -

Mr. Chairman : So, you do not want to move this. Clause 7. Then I will put the question.

The question before the House is :

"That Clause 7 forms part of the Bill".

(The motion was adopted)

Mr. Chairman : Next is Clause 8. Again there is an amendment. So, Khawaja Safdar is not moving the amendment to Clause 8.

The question before the House is :

"That Clause 8 forms part of the Bill".

(The motion was adopted)

Mr. Chairman : Clause 9. There are two amendments in your name. You do not want to move?

Khawaja Mohammad Safdar : Not moved.

Mr. Chairman : All right, not moved. These also are not moved. Then I will put Clause 9.

The question before the House is :

"That Clause 9 forms part of the Bill".

(The motion was adopted)

Mr. Chairman : Clause 10.

The question before the House is :

"That Clause 10 forms part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Chairman : The last Clause 11.

The question before the House is :

"That Clause 11 forms part of the Bill."

(The motion was adopted)

76

Mr. Chairman : The last.

The question before the House is :

"That the Preamble, Title and Clause (1) form part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Ch. Mumtaz Ahmad : Sir, I beg to move :

"That the Bill to provide for restriction on dowry and bridal gifts [The Dowry and Bridal Gifts (Restriction) Bill, 1976] be passed."

Mr. Chairman : The motion moved is :

"That the Bill to provide for restriction on dowry and bridal gifts [The Dowry and Bridal Gifts (Restriction) Bill, 1976] be passed."

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : میں آپ کی اجازت سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب چیئرمین : پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ اپوز کرتے ہیں یا سپورٹ ۔

[آوازیں ; ویسے تقریر کر سکتے ہیں، اپوز نہ کریں]

جناب چیئرمین : میں یہ نہیں کہتا کہ آپ تقریر نہ کریں ' میں یہ جاننا چاہتا ہوں تاکہ ہم اپنا mind اس طرف رکھ سکیں ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : دس پندرہ منٹ عرض کروں گا اگر آپ ارشاد فرمائیں تو میں اور مختصر کر دوں گا ۔

جناب چیئرمین : بیس منٹ تو آپ لے سکتے ہیں ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : اگر چوہدری ممتاز صاحب دس پندہ منٹ بول سکتے ہیں تو میں - - -

جناب چیئرمین : فرمائیے جناب ،

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : جناب والا ! اس میں کوئی شک نہیں کہ جہیز بل جس کو dowry بل کہا جاتا ہے یہ سماجی برائیوں کو ختم کرنے کے سلسلے میں ایک اچھی اور قابل قدر کوشش ہے اور اللہ کرے یہ کوشش یقیناً کامیاب ثابت ہو اور بعض تجاویز جو ہمارے محترم قائم مقام قائد حزب اختلاف خواجہ صفدر صاحب نے دی تھیں اگر ان پر سنجیدگی سے غور کر لیا جاتا تو یقیناً

[Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi]

بل کی افادیت میں اضافہ ہو جاتا لیکن بہر حال وہ اس پوزیشن میں نہیں تھے کہ اس پر غور کرتے کیونکہ وزیر موصوف صاحب یہاں تشریف فرما نہیں ہیں بہر حال آگے چل کر ہو سکتا ہے اور جیسے انہوں نے اس سلسے میں ارشاد فرمایا ہے اور یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ رول وغیر بنائیں گے تو ہو سکتا ہے رول میں شائد یہ چیزیں رکھیں بہر حال میں نہیں سمجھ سکا کہ وہ کس طرح رول میں اضافہ فرما سکیں گے ہوسکتا ہے شائد وہ کر دیں اب چونکہ انہوں نے ارشاد فرمایا ہے اور ان کا ارشاد فرمایا ہوا بہر حال بجا ہی ہو گا تو جہاں تک جہیز کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سنت ہے اور یہ کوئی اختلافی چیز نہیں ہے کیونکہ سنت ہے اور سنت مستحب ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق جو دینا چاہے دے سکتا ہے لیکن بل لانے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ لوگوں نے اس کو وجہ تفاخر اور بعض حضرات نے اس کو جلب منفعت کا ذریعہ بنا لیا تھا اور بے جا نمائش اوراس کے ساتھ ساتھ اسراف اور تذیر بھی تھی اس لئے غالباً میں سمجھتا ہوں کہ بل کے ذریعے اس اسراف اور تذیر پر پابندی لگانے کی کوشش کی گئی ہے۔

جناب چیئرمین! جہاں تک اسراف کا تعلق ہے یہ قرآن مجید اور فرقان حمید میں اسراف اور تزیر دونوں کلمات دونوں لفظ مختلف آیات طیبہ میں استعمال کیے گئے ہیں اسراف کا ایک الگ مفہوم ہے اور تزیر کا ایک الگ مفہوم ہے اور اسلام جہاں انسان کی معاشی اور اقتصادی صورت حال پر کڑی نظر رکھتا ہے اور اس میں بھی راہنمائی کرتا ہے اس لئے قرآن مجید اور فرقان حمید میں متعدد آیات طیبہ اس سلسلے میں آئی ہیں ان میں سے ایک آیت مبارک کا حوالہ اس سلسلے میں دوں گا اصل میں تذیر اور اسراف جو ہے وہ میں نے عرض کیا ہے کہ اس کا تعلق کمیت سے ہے یعنی مقدار خرچ میں حد سے زیادہ تجاوز تو اس کو اسراف کہتے ہیں اور تزیر کا تعلق کیفیت سے ہے کہ مواقع صرف میں حد سے زیادہ خرچ کا نام تزیر ہے اور عموماً شادی بیاہ کے مواقع پر اسراف اور تذیر کمیت اور کیفیت کی حد سے زیادہ اسراف اور حد سے زیادہ خرچ ہو جاتا ہے اور مواقع خرچ پر کنٹرول نہیں رہتا تھا تو اس میں قدغن لگانے کی کوشش کی گئی ہے۔

Mr. Chairman : Excuse me.

یہ ایک لفظ اسراف آپ نے فرمایا ہے کہ حد سے زیادہ خرچ اور دوسرا آپ نے کیا لفظ فرمایا ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : تزیر

جناب چیئرمین : اس کے کیا معنے ہوئے ؟

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : اس کا مطلب یہ ہے کہ مواقع صرف میں حد سے زیادہ خرچ یعنی مقدار صرف اور خرچ میں حد سے زیادہ تجاوز اور مقدار خرچ میں حد سے زیادہ خرچ جو ہے وہ اسراف ہے یہ دونوں کی تعریف ہے بہر حال وہ کیفیت اور کمیت کا فرق ہوتا ہے تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ فضول خرچی کا جہاں تک تعلق ہے قرآن مجید اور فرقان حمید نے اس سلسلے میں ارشاد فرمایا ہے کہ اہل ایمان وہ ہیں جب خرچ کرتے ہیں تو اسراف نہیں کرتے اور بخل سے بھی کام نہیں لیتے اور درمیان روی جو ہے اس کو اختیار کرتے ہیں اور درمیان روی کا حکم دیا گیا ہے اس سلسلے میں حضور انور سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ایک بڑا مشہور ارشاد مبارک موجود ہے جو حدیث میں موجود ہے مسلمان کو فقر اور غنا دونوں صورتوں میں اپنی اقتصادیات کو ملحوظ رکھنا چاہئیے یعنی پاؤں اتنے ہی پھیلانے چاہئیے جتنی چادر ہے اس کا مفہوم ہم یہ نکال سکتے ہیں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ ایک برائی کی حیثیت اختیار کر گئی تھی اور اس برائی میں جو تفاخر ہے اس پر قدغن لگانی چاہئیے مگر اس بل میں دو تین چیزیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ اس برائی کا سد باب نہیں ہو گا بلکہ چور دروازے سے اس برائی کو فروغ حاصل ہو گا مثلاً سلامی ہے اس پر کوئی پابندی نہیں ہے اور جیسا کہ ہمارے فاضل محترم خواجہ صاحب قبلہ نے ارشاد فرمایا اور میاں احسان صاحب نے بھی اس طرف توجہ دلائی اور دوسرے معزز اراکین نے بھی اشارہ کیا کہ لاکھ دو لاکھ جتنا کوئی چاہے سلامی کی شکل میں روپیہ دے سکتا ہے اور اس کا علم بہرحال لوگوں کو ہو جاتا ہے کہ سلامی اتنی دی گئی ہے اور دولہا میاں کو سلامی جو دی جاتی ہے وہ خاص طور پر کنبے اور برادری کے درمیان میں بٹھا کر دی جاتی ہے دولہا کی سلامی الگ ہوتی ہے اور دلہن کی سلامی الگ ہوتی ہے . بہر حال اس کا مجھے کوئی خاص تجربہ تو نہیں ہے کہ یہاں کے رسم و رواج کیا ہیں چونکہ میری شادی یہاں نہیں ہوئی اس لئے میں ان رسوم سے واقف نہیں ہوں -

جناب چیئرمین : یہاں خیال ہے کوئی ؟

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : جی یہاں کا کوئی نہیں ہے ماشاللہ ہمارے چوہدری ممتاز صاحب ہیں اور دوسرے حضرات شیخ رشید صاحب وغیرہ ہیں یہ اس

[Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi]

پر غور فرما سکتے ہیں اس پر غور و فکر کر سکتے ہیں میں تو ان لوگوں میں سے ہوں........

چوہدری ممتاز احمد : اگر مولانا صاحب شادی کرنا چاہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : ہم تو غور کرنے کے قابل بھی نہیں ہیں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ سلامی کی جو رسم ہے اور بہر حال بعض مواقع پر دیکھا اور جیسا کہ سنا اصل میں مجھے شرکت کے بھی بہت کم مواقع ملتے ہیں تو جہیز بل آنے کے بعد خاص طور پر میں نے بعض لوگوں سے معلوم کیا اور کچھ افراد سے سنا بھی کہ سلامی جو ہے یہ بڑے بڑے افراد جن کے پاس دولت کی افراط ہے ان کے یہاں جہیز دکھاوے کے لئے دیا جاتا ہے اور اب نمائش پر پابندی لگا دی گئی ہے تو وہ دکھا دیں گے کہ یہ تو تین ہزار روپے سے بھی زیادہ نہیں ہے آپ تو پانچ ہزار روپے کہتے تھے ہم نے تو تین ہزار روپے کا جہیز دیا ہے دیکھ لیجئے یہ چار جوڑے ہیں لیکن سلامی کی شکل میں جو دیا جائے گا کیونکہ اس پر پابندی نہیں ہے لاکھ دو لاکھ روپے جتنے چاہے دے سکتے ہیں اور ظاہر ہے پہلے سے شوہر اور بیوی کے رشتے داروں کے درمیان مسئلہ طے ہو سکتا ہے لڑکے اور لڑکی کے سرپرستوں کے درمیان یہ طے ہو سکتا ہے کہ اتنی چیزیں دی جائیں گی تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس بل کا مقصد یہ ہے کہ کسی طرح وہ فضول خرچی وہ اسراف اور وہ تبذیر جو ہو رہی ہے اس پر قد غن لگائی جائے اور اس سماجی برائی کو دور کیا جائے - اور بے جا اخراجات کا بار جو والدین پر پڑتا ہے اس کو ختم کیا جائے - لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس سے چور دروازے اور برائی کو دور کرنے کے مقاصد پورے نہیں ہو سکتے - اس پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے تاکہ اس بل کی افادیت کو خاص و عام محسوس کر سکیں -

جناب والا ! اب میں آخری بات مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ سزا دی گئی لیکن عام طور سے یہ ہوتا ہے کہ میں نے دنیا کے مختلف ممالک میں دیکھا اور اندازہ لگایا، پڑھا اور تمام لوگوں سے سنا اور سمجھا کہ بعض قوانین جو سماجی برائیوں کو دور کرنے کے لئے بنائے جاتے ہیں وہ بل کی شکل اختیار کر لیتے ہیں - ان قوانین کو سب سے پہلے تشہیر کیا جاتا ہے - ان کی enforcement کے سلسلے میں یہ کہہ دیا جاتا ہے - کہ چھ مہینے کے بعد enforcement ہو گی - آٹھ مہینے کے بعد enforcement ہو گی -

ایک سال کے بعد enforcement ہو گی - اس بل کی خصوصیت یہ ہے کہ اس سے اصلاح کا مقصد پیش نظر ہے - اس کی خوب تشہیر کی جاتی ہے - نفاذ کا مطالبہ فوری طور پر نہیں ہوتا - جہاں جہاں سماجی اصلاح اور سماجی برائیوں کی اصلاح کی ضرورت پڑتی ہے وہاں ضروری اقدامات کئے جاتے ہیں - میری رائے اور میرا نکتہ نظر یہ ہے کہ اگر بل بن جاتا ہے لیکن اس کا نفاذ چھ مہینے کے بعد ہوتا ہے تو اس درمیانی مدت میں ہم پورے معاشرے کو تیار کر لیتے اس بات کے لئے وہ اس برائی کو خود بخود بغیر کسی قانون کے سد باب کرنے کے لئے کمر بستہ ہو جائیں - سزا کا جہاں تک تعلق ہے یہ سزا بڑی سخت ہے - سماجی برائیوں کو دور کرنے کے لئے جو بھی عام طور پر بل کی پرووینن ہوتی ہے اس میں ابتدائی طور پر نئی سزا عام طور پر بڑی نرم ہوتی ہے -

حضور والا ! اس میں جو ساری سزا دی گئی ہے وہ لڑکی والوں کو دی گئی ہے بنیادی بات بھی یہ ہی ہے کہ سزا لڑکی والوں کو دی گئی ہے حالانکہ لڑکی والے مجبور ہوتے ہیں - انہوں نے لڑکی کی رخصتی کرنی ہوتی ہے - شادی کرنی ہوتی ہے جس نے رقم کا مطالبہ کیا ہے ' جس نے جہیز کا مطالبہ کیا ہے - جس نے ایئر کنڈیشنر کا مطالبہ کیا ہے ' جس نے rerigerator کا مطالبہ کیا ہے ، جس نے کاروں کا مطالبہ کیا ہے اس کو کوئی سزا نہیں - میں یہ عرض کر رہا تھا کہ سزا اول تو سخت ہے - اگر ہوتی تو دونوں کو اس میں شریک کیا جاتا - تیسری بات یہ ہے کہ اس میں خواتین بھی سزا میں آ جائیں گی - اور ہماری خواتین بھی جناب چیئرمین ! آپ جانتے ہیں کہ اتنی زیادہ تعلیم یافتہ نہیں ہیں - جہیز سے واقف نہیں ہیں لہذا وہ بھی اس سزا کی زد میں آ جائیں گی - دس ہزار جرمانہ تو بڑی سزا ہے مثلاً ایک بیوہ عورت ہے - اس بچاری نے اپنی بچی کی شادی کر دی - ظاہر ہے کہ اس کا مرد کوئی نہیں تھا - محلہ والے دو چار سرپرست کھڑے ہوگئے - چوہدری ممتاز احمد جیسے بڑے بڑے شیخو پورہ کے آڑھتی سرپرست بن گئے اور کہا کہ چلو تمہاری لڑکی کے ہاتھ لال یا پیلے کر دیتے ہیں آخر میں اس بچاری نے جہیز دیا اور وہ پکڑی گئی - ظاہر ہے کہ وہ بیوہ عورت بچاری دس ہزار کہاں تک بھرتی رہے گی -

جناب چیئرمین : وہاں سے بھرے گی جہاں سے اس نے پانچ ہزار زیادہ دیا ہے - اگر وہ پانچ ہزار زیادہ نہ دے تو اس کے لئے کوئی جرمانہ نہیں ہے - اور نہ ہی اسے کوئی گرفت ہے - اگر وہ پانچ ہزار سے زائد نہ دے تو کون اس کو ہاتھ لگائے گا -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : جناب والا ! ہوتا یہی ہے -

جناب چیئرمین : آپ کہتے ہیں کہ بیوہ بچاری پانچ ہزار سے کم رکھے گی ۔

چوہدری ممتاز احمد : جناب والا ! مولانا صاحب کو بیوہ سے بڑی محبت ہے ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : جی ہاں ۔ کیونکہ یہ سنت بھی ہے ۔

جناب چیئرمین : محبت تو نہیں ہے ۔ البتہ ہمدردی بہت ہے ۔ انہوں نے ہمدردی کو محبت میں بدل دیا ہے ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : جی ہاں ۔ وہ اصل میں الفاظ سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ اور آہستہ آہستہ بڑے اچھے پارلیمینٹیرین بنتے جا رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین : اس بل کو تو وہ بڑے کمال طریقے سے pilot کر رہے ہیں ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : بڑی خوبی سے اپنا فرض ادا کیا ہے ۔ جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس سلسلے میں عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ وہ بیوہ خاتون ہوتی ہے ۔ ساجی کارکن بھی ہوتی ہے تو محلے والے شہری اور مختلف حضرات سے جو صاحب خیر ہوتے ہیں ان سے وہ ایسی چیزیں جمع کر کے لے آتی ہے اور وہ پانچ ہزار سے زائد ملکیت کی ہو جاتی ہیں یہ بھی ہوتا ہے کہ صاحب خیر لوگ موجود ہوتے ہیں درد دل رکھنے والے ایسے حضرات موجود ہوتے ہیں جو امداد کر دیتے ہیں ۔ اس لئے وہ سزا تو ابتدائی مرحلے میں بہت سخت ہے ۔ بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ جناب آج یہ بل آیا ہے اور ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں ۔ بہت اچھا ہے ۔ اس کی کچھ نہ کچھ افادیت تو ممکن ہو گی ۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کامیاب کوشش ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ عزت مآب جناب وزیر مذہبی امور نے ساجی برائی کو دور کرنے کے لئے اس بل کا اہتمام فرمایا وہاں اس وقت جو ساجی برائیاں موجود ہیں وہ ایک لعنت کی حیثیت اختیار کر چکی ہیں ۔ جیسے شراب ہے ۔ جوا اور ریس ہے ۔ میں امید کرتا ہوں کہ وہ ان برائیوں کو دور کرنے کے سلسلے میں جلد از جلد مناسب اقدام فرمائیں گے اور اس معزز ایوان میں اس بل کو لا کر متفقہ فیصلہ کرنے میں کامیاب ہوں گے ۔

Mr. Chairman : Thank you very much.

قاضی صاحب ۔ آپ تو بول چکے ہیں ۔

قاضی فیض الحق : جناب والا ! تقریر نہیں کرنا چاہتا ۔ میں ایک پوائنٹ کی وضاحت چاہتا ہوں جو میں نے تقریر کے دوران نہیں اٹھایا ۔

جناب چیئرمین : قاضی صاحب تقریر اور وضاحت میں فرق کیا ہے ؟

قاضی فیض الحق : جناب والا ! میں تقریر نہیں کرنا چاہتا ۔

جناب چیئرمین : تو پھر آپ وضاحت کیا کریں گے ؟

قاضی فیض الحق : جناب والا ! اس بل کے سلسلے میں جو suggestions ہیں وزیر صاحب کو ان کا نوٹس لینا چاہئے اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب مولانا صاحب نے اس دن فرمایا تھا کہ اس بل کی اشاعت ہو گی اور ابلاغ عام کے ذریعے اس کا پراپیگنڈہ ہو گا ۔ پاکستان نیشنل سنٹر ، اخبارات ریڈیو ۔ ٹی ۔ وی اور ہر طریقہ سے پراپیگنڈہ ہو گا اور ایک طریقہ یہ بتایا کہ تمام صوبوں میں اس کے متعلق ایک کتابچہ شائع کیا جائے گا لیکن بات ساری جہیز کے متعلق تھی ۔ کل تقریر میں خواجہ صاحب نے بھی زور دیا کہ قانون بنانے سے سماجی برائی ختم نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے کافی پراپیگنڈہ کرنا پڑتا ہے اور ذہن کو بدلنے کے لئے بھی پراپیگنڈہ کرنا پڑتا ہے ۔ اس کی خوبیوں کو مشہور کیا جاتا ہے تو میری عرض یہ ہے کہ اس میں ولور کا ذکر نہیں ہے ۔ اور جب کہ میں نے کل عرض کیا تھا کہ جن علاقوں میں یا پاکستان کے ایک دو صوبوں میں جہیز کا بالکل الٹ طریقہ ہے جو کہ ولور کہلاتا ہے ۔ جو کہ لڑکے والے لڑکی کا رشتہ لیتے وقت مقرر کرتے ہیں تو اس برائی کو روکنے کے لئے آپ نے فرمایا کہ پہلی خواندگی میں ولور کو بھی ہم رولز کے مطابق اکاموڈیٹ کریں گے ۔ تو میں کہتا ہوں کہ وہ جو by rules بنا رہے ہیں اس میں ولور کے سدباب کے لئے مناسب کاروائی کی جانی لازمی ہے ۔

جناب چیئرمین : قاضی صاحب آپ کی بات تو ٹھیک ہے ۔ لیکن آپ ترمیم لاتے تو زیادہ مناسب ہوتا ۔

قاضی فیض الحق : جناب والا ! ترمیم نہیں ۔

جناب چیئرمین : رولز میں ولور نہیں آ سکتا ۔ جب اس میں ولور ہے ہی نہیں تو پھر کیسے آ سکتا ہے ۔

چوہدری ممتاز احمد : جناب والا ! میں نے ولور کے متعلق نہیں کہا تھا ۔

جناب چیئرمین : ولور کے متعلق نہیں ہو سکتا ۔ رولز میں provision کے خلاف نہیں کیا جاسکتا ۔

قاضی فیض الحق : جناب والا ! by laws میں ۔ کل وزیر صاحب نے خود یقین دہانی کرائی تھی ۔

چوہدری ممتاز احمد : جناب والا ! میں نے یہ کہا تھا کہ ولور تو اس قانون کے زد میں آ جاتا ہے -

قاضی فیض الحق : جناب والا ! تو پھر ہمارا ولور کدھر گیا -

جناب چیئرمین : قاضی صاحب - یہ آپ کا اور چوہدری ممتاز احمد صاحب کا مسئلہ نہیں ہے کہ آپ دو بدو فیصلہ کریں - وہ آپ کا ولور رولز میں نہیں آئے گا - رولز کا مطلب یہ ہے کہ جو پراویژنز ہیں ان کو affect دینے کے لئے اور چالو کرنے کے لئے ہوسکتی ہیں - ایسی کوئی نئی چیز نہیں بنا سکتے - پہلے ترمیم move کرنی تھی اور اس پر غور ہو جاتا پھر وہ ایوان کے لئے تھا کہ وہ آپ کی ترمیم منظور کرے - لیکن میں آپ کو بتاؤں کہ by rules نہ چوہدری ممتاز احمد صاحب نے کہا ہے - نہ وہ کہہ سکتے ہیں اور نہ وہ کہیں گے کہ رولز میں ولور کو داخل کر دیں گے -

قاضی فیض الحق : جناب والا ! میں یہ suggestion کرتا ہوں -

جناب چیئرمین : وہ کر نہیں سکتے - کیونکہ ان کو اختیار نہیں ہے - آپ suggestion کر سکتے ہیں لیکن آپ کو ترمیم کرنی چاہئے تھی -

قاضی فیض الحق : جناب والا ! انہیں ولوز کے متعلق ایک علیحدہ بل لانا چاہئے تھا -

جناب چیئرمین : وہ تو اور بات ہے جب میں نے آپ کو بتایا کہ آپ ترمیم لاتے لیکن وہ سٹیج گزر گئی ہے - دوسری بات یہ ہے کہ آپ کوئی نیا بل لاتے یا ان کو مجبور کریں کہ وہ بل لائیں - آپ ایک پرائیوٹ بل لا سکتے ہیں - ترمیمی بل بھی لا سکتے ہیں لیکن رولز کے تحت اب یہ نہیں ہو سکتا کہ اس کو اس میں شامل کر لیا جائے -

قاضی فیض الحق : جناب والا اس میں پروویژن ہے کہ خرچ ایک طرف پانچ ہزار اور دوسری طرف سے ڈھائی ہزار ہے - تو اس اڑھائی ہزار میں مولانا نے کل فرمایا تھا کہ ولور cover ہو جاتا ہے - ہمیں اس ولور کی رقم کو اس کا پابند کرنا چاہئے کہ اڑھائی ہزار کی رقم سے اوپر لڑکے والا خرچ نہیں کرے گا -

جناب چیئرمین : یہ تو مولانا صاحب کی مرضی نہیں - ہم تو قانون کے پیچھے جائیں گے - مولانا صاحب چاہے یہ کہیں یا وہ کہیں یہ تو کوئی بات نہیں چلو وضاحت ہو گئی اب شنواری صاحب کو بھی سنیے، وہ ابھی تک نہیں بولے - شنواری صاحب ! مختصر تقریر کیجیے - آٹھ بج گئے ہیں -

جناب نعمت اللہ خان شنواری : جناب والا ! میں ایک غلط فہمی دور کرنے کے لئے مجبور ہوا ہوں ورنہ میں سمجھتا تھا کہ اس بل پر پچھلے تین چار ماہ میں قومی اسمبلی میں اور اب اس ایوان میں بھی کافی تقریریں ہوئی ہیں - لیکن میں سمجھتا ہوں کہ قبائلی علاقوں کے متعلق ایک غلط فہمی پیدا ہو رہی ہے جو اس بل کے متعلق ہے - کچھ دوستوں نے قومی اسمبلی میں بھی اور یہاں بھی صوبہ سرحد کے پس ماندہ قبائلی علاقوں کے متعلق یہ کہا ہے ، انہوں نے ''پس ماندہ'' کا لفظ کہا ہے ، تو اس سے مراد قبائلی علاقے ہی ہو جاتے ہیں ' کہ وہاں یہ رسم ہے کہ لڑکیوں کو بیچا جاتا ہے - میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک مرکز کے تحت ان مخصوص قبائلی علاقوں کا تعلق ہے یعنی باجوڑ - مہمند - خیبر - درہ آدم خیل - قرم - ساؤتھ وزیرستان ، نارتھ وزیرستان تو یہ بات بالکل غلط ہے کہ ہمارے ہاں لڑکیوں کو بیچا جاتا ہے اور لڑکیوں کے عوض روپے لیے جاتے ہیں - یہ تاثر ہے کہ وہاں شادی بیاہ کی رسم سرے سے ہوتی ہی نہیں اور لڑکی والے لڑکے والوں سے کچھ روپیہ لے کر لڑکی ان کے حوالے کر دیتے ہیں اور مولوی صاحب نکاح پڑھا دیتے ہیں اور شادی ہو گئی تو میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں لڑکی والے لڑکے والوں سے کچھ روپیہ لیتے ہیں لیکن وہ بھی اس صورت میں کہ برات کے کھانے پینے کے انتظام کے لئے یا تو کسی وقت دو چار من چاول ، دس بارہ سیر گھی اور کچھ آٹا یا اسی قسم کی کوئی دوسری چیز جنس کی صورت میں رکھ دیتے ہیں کہ جب ان کی برات آئے گئی تو اسے کھانا کھلانے کے لئے چاول ' گھی بھی دینا پڑے گا یا پانچ سو' ہزار روپیہ آپ نقد دے دیں - اگر وہ کہیں کہ ہم چائے وائے کا انتظام نہیں کر سکتے تو یہ لیں ہزار روپیہ - تو اس صورت میں تو یہ ہوتا ہے اور میں یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں برات میں مردوں کے جانے کا رواج بھی نہیں - صرف دو چار مرد عورتوں کی حفاظت کے لئے جاتے ہیں اور باقی برات میں دولہا میاں بھی نہیں جاتے' دولہا میاں بھی بارات میں دلہن کے گھر نہیں جاتے اور سو پچاس عورتوں کی حفاظت کے لئے ساتھ دو چار مرد ضرور ہوتے ہیں - وہاں انہیں کھانا کھلایا جاتا ہے - باقی رہی یہ چیز کہ لڑکے والوں سے لڑکی والوں کے لئے کچھ لیا جاتا ہے تو وہ صرف یہاں تک ہے - اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ عین اسلامی ہے - میں نے خود مولانا صاحب کی کسی تحریر میں پڑھا تھا کہ حضرت علی نے زرہ بیچ کر دلہن کے لئے کچھ سامان خریدا تو بالکل اسی شکل میں ہمارے ہاں ایک رسم ہے کہ اگر لڑکی والے بہت زیادہ غریب ہیں تو لڑکے والے انہیں کچھ سامان لے کر دے دیتے ہیں جو شادی کے وقت دلہن کو مل جاتا ہے - ہمارے ہاں نہ جہیز کی نمائش کی رسم ہے ، نہ سلامی دینے کی کوئی رسم ہے اور نہ شروع

[Mr. Niamatullah Khan Shinwar]

سے ہی اس قسم کی دوسری فضول چیزیں ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ہاں کبھی کسی لڑکی والے کو یہ فکر نہیں ہوئی کہ میری لڑکی کس طرح بیاہی جائے گی - میں سمجھتا ہوں کہ وہاں لڑکی کی ۲۰ سال کی عمر سے پہلے اس کی شادی بالکل خیریت سے اور با عزت طریقے سے ہو جاتی ہے اور نہ کبھی لڑکے والوں کو یہ فکر ہوئی ہے کہ ہمارے لڑکے کو لڑکی نہیں ملے گی -

دوسرا طریقہ جو ہمارے علاقے میں بہت زیادہ عام ہوا ہے وہ بدل کا طریقہ ہے جو سب سے آسان طریقہ ہے - فرض کیجیے آپ کی لڑکی ہے اور آپ کے ایک دو لڑکے بھی ہیں اور کچھ لڑکے لڑکیاں آپ کے عزیزوں کی بھی ہیں - تو ان کی لڑکی آپ نے دیکھ لی اور اس کی منگنی اپنے لڑکے کے ساتھ کر دی اور اپنی لڑکی ان کو دے دی - نہ کوئی جہیز کا مسئلہ ہوتا ہے اور نہ کوئی بڑی برات لے جانے کی ضرورت ہوتی ہے - بس مختصر طور پر وہاں منگنی کی رسم پر ہم کچھ خرچ کرتے ہیں - منگنی کے روز لڑکے والے لڑکی والوں کے ہاں دنبے لے کر جاتے ہیں اور وہ دنبے وہاں ذبح کئے جاتے ہیں اور ایک قسم کا اعلان ہوتا ہے - یہ حسب توفیق ہوتے ہیں اور اس میں کوئی پابندی نہیں ہوتی - اگر کوئی مالدار آدمی ہے وہ اگر دس دنبے لے جانا چاہے تو دس لے جاتا ہے ورنہ عام طور پر دو دنبے ضرور ہوتے ہیں اور وہ بھی ایک قسم کا اعلان ہوتا ہے اور وہ ہو جاتا ہے تو میں صرف یہ واضح کرنا چاہتا تھا کہ کچھ دوستوں کی تقریروں سے کہیں یہ غلط فہمی پیدا نہ ہو جائے کہ قبائلی علاقوں میں لڑکیوں کو بیچنے کی رسم ہے - میں نہیں سمجھتا ، شائد دو چار سال پہلے کسی خاص علاقے میں اس قسم کی بات ہوتی ہوگی - بلوچستان کے متعلق میں نہیں کہہ سکتا - شاید قاضی صاحب نے کل اس کا ذکر کیا ہوگا - میں کچھ دیر کے لیے ایوان سے باہر تھا - لیکن میں نہیں سمجھتا کہ بلوچستان میں یہ بات ہو جس شکل میں لوگ سمجھتے ہیں - وہاں بھی ایک خاص ضرورت کے مطابق یہ بات ہوتی ہو گی - میں نے عرض کی ہے کہ بارات کے کھانے کے خرچ کے لیے یا کسی دوسری بات کے لیے شائد یہ رسم ہو - ویسے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل بہت ضروری تھا میں اس بل کو سراہتا ہوں - یہ بل بہت اچھے موقع پر پیش کیا گیا ہے - شکریہ -

جناب چیئرمین : سردار عبدالعلیم !

سردار عبدالعلیم (وزیر مملکت برائے ریاستیں و سرحدی علاقہ جات) : جناب چیئرمین ! اس بل کی بابت بہت کچھ کہا گیا ہے موافقت میں بھی مخالفت میں بھی - دراصل یہ جہیز کا مسئلہ زیادہ تر شہری طبقے سے تعلق رکھتا ہے ، دیہات میں یہ لعنت نہیں

اور اگر ہے تو برائے نام ہے - جناب چیئرمین ! آپ جانتے ہیں کہ جب کوئی برائی بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے تو اسے روکنے کے لئے قانون سازی کی ضرورت پڑتی ہے - دراصل یہ ایک ہندوانہ رسم تھی اور وہ بھی صرف تقسیم ملک سے پہلے - ہم صرف اس کے متعلق سنتے تھے - ان کے ریفارمرز کی طرف سے جہیز کی بابت بہت کچھ کہا جاتا تھا کہ ان کی لڑکیاں بوڑھی ہو رہی ہیں اور خاص طور پر ان کے اپنے سماجی حالات تھے ' ان کے مذہبی حالات تھے، قانونی حالات تھے اور وہ ستری دھن پر یقین رکھتے تھے جو وہ اپنی بچیوں کو دیتے تھے کیونکہ ہندوؤں میں لڑکی کا حصہ وغیرہ نہیں ہوتا - تو اس جہیز کا رواج مسلمانوں میں نہ تھا اور آپ سب حضرات جانتے ہیں کہ جب سوسائٹی خاص طور پر سماجی حالات میں ترقی کر رہی ہے اور ہم مسلمانوں میں مڈل کلاس تھی یا بہت بڑے زمیندار تھے اور وہ چند ایک تھے ، باقی طبقہ دیہات میں بستا تھا اور شہروں میں بھی جو لوگ رہتے تھے وہ اس کلاس میں داخل نہ ہوئے تھے - آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے یا سو سال پہلے جب سے انگریز یہاں آئے - ہمارے اندر ایک سوسائٹی ایسی پیدا ہو گئی تھی ، تو وہاں ایک مڈل کلاس پیدا ہوگئی ، یہ سرمایہ دار تاجر اور صنعت کار لوگ تھے جنہوں نے جائز یا ناجائز طریقے سے بہت زیادہ پیسہ کمایا اور یہ کلاس شہروں سے تعلق رکھتی تھی - تو ان میں جب لڑکی کے بیاہ کا معاملہ آیا تو لڑکے والوں نے ان کی امداد کی حالانکہ میں یہ کہہ سکتا ہوں بلاخوف تردید کہ یہ معاملہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک ہی قسم کا ہے اور یہ ایک ہی قسم کا دکھ ہے - میں خود ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں ، میں مشرقی پنجاب سے آیا ہوں ' تو وہاں ہندوؤں میں کسی غریب آدمی کی شادی ہونی بڑی مشکل تھی - انہیں لڑکی کے باپ کو باقاعدہ بہت زیادہ پیسہ دینا پڑتا تھا - لیکن ہم مسلمانوں میں یہ شکل نہ تھی اور ہندو کہتے تھے کہ آپ بڑی آسانی میں ہیں - ہم مسلمانوں کی شادیاں اپنے رشتہ داروں میں ہو جاتی ہیں لیکن ہندوؤں کی شادیاں رشتہ داروں میں نہیں ہوتیں ، بہت دور ہوتی ہیں - لہذا جو امیر باپ تھے وہ لڑکی کو پیسہ دیتے تھے اور جو غریب دولہا ہوتا تھا وہ بھی لڑکی والوں کو پیسے دیتا تھا - تو پاکستان بننے کے بعد ہم اس مصیبت میں گرفتار ہو گئے کیونکہ اس کے بعد پاکستان میں بھی وہی مڈل کلاس کا طبقہ ، جو پہلے ہندوؤں میں تھا ، جسے آپ بورژوا کلاس کہہ لیں ، ہائر مڈل اور لوئر مڈل کلاس کے طبقے ، وجود میں آگئے جو پہلے نہ تھے - یہاں ان کی جائیدادیں اور تجارت وغیرہ سارے ہمارے ہاتھ میں آ گئے تو یہاں بھی وہی لعنت پھیل گئی - جو بڑے بڑے تاجر تھے ، جو بڑے بڑے زمیندار تھے ، جو بڑے بڑے پیسے والے تھے ، جو کارخانہ دار تھے ، انہوں نے لڑکیوں کو کاریں وغیرہ دیں - اور پھر آپ کو معلوم ہے کہ یہاں نوکر شاہی نے وہ دھوم مچائی ہوئی تھی

[Sardar Abdul Aleem]

اور شاید یہ کہنا مبالغہ ہوگا کہ یہاں ایک سیکریٹری کی بیٹی کی شادی ہوئی ۔ آج سے کچھ سال پہلے، ممکن ہے یہ مبالغہ ہو کہ اس نے ۱۵/۲۰ کاریں اپنی لڑکی کو دیں - ممکن ہے یہ مبالغہ ہو کیونکہ بڑھا بھی دیتے ہیں زیب داستان کے لئے لیکن یہاں ایسی باتیں ہوئیں کیوں ہوئیں؟ کیونکہ یہ جو نوکر شاہی اور صنعت کار کا گٹھ جوڑ تھا انہوں نے خوب پیسہ کمایا - للہذا اس کی نمائش کے لئے بھی کوئی بہانہ چاہئے تھا، تو یہ شادی کے موقع پر کی گئی - ویسے بھی کچھ لوگ اپنے پالتو کتے اور کتیوں کی شادیاں کرتے ہیں اور وہاں پر ہزاروں روپیہ خرچ ہو جاتا ہے - یہ ہم نے کئی مرتبہ سنا - تو یہ اللے تللے ہم میں اس درجہ سے آئے کہ ہمارے پاس بھی زیادہ دولت آگئی - تو جب کوئی معاملہ حد سے زیادہ بڑھ جائے تو اس کی روک تھام کے لئے قانون لانا پڑتا ہے جس کی ہمیں ضرورت پڑی، جیسے کہ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ نمائش وغیرہ کے متعلق پہلے بھی قانون تھا - تو یہ قانون اس پر ایک امپروومنٹ ہے - میں سمجھتا ہوں کہ کسی برائی کو محض قانون بنا کر ہی نہیں ختم کیا جا سکتا - اس کے لئے اور بھی بہت سے عوامل ہوتے ہیں - سماجی اقتصادی اور معاشی وغیرہ - یہ جو بل لایا گیا ہے اس کے متعلق گورنمنٹ کو یہ بالکل دعوی نہیں ہے کہ لڑکے اور لڑکی والوں کی طرف سے جہیز وغیرہ کی برائیاں ہیں وہ ختم ہو جائیں گی - یہ تو اس برائی کو ختم کرنے کے لئے ایک قدم ہے جیسا کہ مولانا صاحب نے بڑے فصیح انداز میں یہ فرمایا، اگرچہ انہوں نے اصولاً اس بل کی مخالفت نہیں کی بلکہ موافقت کی ہے - انہوں نے یہ بھی کہا کہ جہیز سنت ہے - ٹھیک ہے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے - انہوں نے بھی اپنی بیٹی کو جہیز دیا تھا - لیکن جب سنت میں بھی وہ برائی پیدا ہو جائے تو معاشرے کو اختیار ہے کہ اس میں بھی رد و بدل کرے اس برائی کو روکنے کے لئے، نیت نیک ہو - اس کو ہم کر سکتے ہیں اب علماء حضرات یہ کہتے ہیں - مثال کے طور پر انہوں نے کہا کہ لڑکیوں کو بیچا جاتا ہے - جیسا کہ شنواری صاحب نے فرمایا - ان کے یہاں جو روایت ہے میں بھی گاؤں کا رہنے والا ہوں ہمارے یہاں بھی یہ ہے، مثال کے طور پر اگر بچی کا باپ غریب آدمی ہے تو بارات لانے والوں سے کہتا ہے کہ اگر تم نے بارات لانی ہے تو اتنے پیسے دے دو ٹھیک ہے لڑکے والے بارات نہ لائیں - تم پیسے خرچ کرو اور لڑکی کو لے جاؤ - یہ لینے دینے کا معاملہ نہیں ہوتا - ممکن ہے کوئی ایسی بات بھی ہو لیکن وہ اتنی کم ہے کہ اس کی بابت ضرورت نہیں ہے کہ ہم اس کو نوٹس

میں لائیں - پھر شریعت کی بات ہے - میں نے کئی علماء حضرات سے سنا ہے کہ لڑکی کا باپ پیسہ لے سکتا ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مثال دیتے ہیں جب انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرائیں تھیں - اور انہوں نے پہلے ایک لڑکی دی تھی پھر انہوں نے کہا کہ تم ایک سال دو سال اور بکریاں چراؤ تو دوسری لڑکی بھی دے دوں گا - تو وہ اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ لڑکی کا باپ پیسہ لے سکتا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلط ہے کہ یہ قرآن مجید میں تو نہیں ہے لیکن روایات میں ہے -

جناب چیئرمین : یہ واقعہ کس کے وقت کا ہے ؟

سردار عبدالعلیم : یہ موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہے - مولانا صاحب اس کو جانتے ہیں انہوں نے بکریاں چرائیں اور پہلی بیٹی ان کے نکاح میں آ گئی تو انہوں نے کہا کہ اچھا سال دو سال اور بکریاں چراؤ - تو یہ واقعات ہم سنتے ہیں -

ٹھیک ہے - قرآن مجید میں تو نہیں ہے - میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ ہماری روایات میں ہے - ہماری تاریخ میں ہے -

جناب چیئرمین : یہ بڑی کانٹروورشل بات ہے - شریعت اور دین میں فرق ہے شریعت تو بدلتی رہتی ہے لیکن دین نہیں بدلتا -

سردار عبدالعلیم : میں گذارش کرتا ہوں میں اس بات میں نہیں جانا چاہتا - لیکن وہ اس چیز کو جواز کے طور پر لے آتے ہیں جیسا کہ آج کل یہ سرمایہ داری اور جاگیرداری کے جواز میں لے آتے ہیں - جناب چیئرمین ! ہمارے جو معاشی حالات ہیں اس میں اقدار جنم لیتی ہیں - جہاں غریب آدمی ہوں ، لڑکیوں کی کمی ہو تو وہاں لڑکے والوں کا پلہ بھاری ہوتا ہے جیسا کہ ہندو سماج میں ہوتا ہے - وہ چیز بھی بدقسمتی سے ہمارے سماج میں آ گئی ہے - دین کو چھوڑ کر جو ہمارے معاشی حالات ہیں وہ تقریباً ملتے جلتے ہیں اور جو سوسائٹی اس دور میں داخل ہوتی ہے تو اس میں بھی وہی برائیاں آ جاتی ہیں - اور اس طرح ہمارے یہاں بھی یہ چیزیں آ جاتی ہیں - اب جیسا کہ مولانا صاحب نے فرمایا اور خواجہ صاحب نے بھی فرمایا کہ ڈھائی ہزار سے زیادہ نہیں خرچ کر سکتے اس لئے پسماندہ علاقوں میں لڑکیاں بیچی جاتی ہیں - اور انہوں نے ٹرانسپورٹ کی بھی بات کی - تو گذارش یہ ہے کہ میں بھی دیہات کا رہنے والا ہوں وہاں پر ایک طرف کا کرایہ لڑکے والے دیتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلط ہے - ٹھیک ہے جو پابندی لگائی گئی ہے ایک تو ٹرانسپورٹ اس میں شامل نہیں ہے یہ تو واضح ہے لیکن اگر وہ سمجھتے

[Sardar Abdul Aleem]

ہیں تو ٹھیک ہے - اب آپ کہتے ہیں کہ بیس کاروں میں بارات جائے گی - بیس کاروں میں کم از کم اسی آدمی جائیں گے تو اسی آدمی ڈھائی ہزار میں کھانا نہیں کھا سکتے تو لازمی طور پر وہ سو کاریں بھی لے آتے ہیں تو کھانا تو اس نے ڈھائی ہزار میں ہی کھانا ہے تو اس لحاظ سے باراتی زیادہ لانے پر بھی پابندی لگ جاتی ہے کہ ڈھائی ہزار خرچ کرنا ہے اور ڈھائی ہزار میں کتنے لوگ کھانا اس مہنگائی میں کھا سکتے ہیں؟ زیادہ سے زیادہ دس پندرہ بیس آدمیوں کو کھانا کھلا سکیں گے - اس سے زیادہ کو نہیں کھلا سکتے - یہ معاملات تو ایسے ہیں کہ کہ جوں جوں اس قانون پر عملدرآمد ہوتا جائے گا - یہ چیزیں سامنے آتی جائیں گی - اب زمانہ ایسا آ گیا ہے کہ ہمیں مجبوراً جھکنا پڑتا ہے - جناب چیئرمین! آپ مجھ سے اتفاق کریں گے آپ کے علاقے میں بھی ایسا ہوگا میں اپنے علاقے کی بات کرتا ہوں پہلے جب بارات لڑکی والوں کے گھر جاتی تھی تو لڑکی والے سات سات دن بارات کو رکھنے میں فخر محسوس کرتے تھے - جو آدمی جتنے دن بارات رکھتا تھا اتنا ہی بڑا اس کا نام ہوتا تھا کہ فلاں نے اتنے دن بارات رکھی فلاں نے پانچ دن رکھی فلاں نے تین دن بارات رکھی - بہر حال دو تین دن تو عام تھا - اگر بارات پندرہ بیس میل کے فاصلے پر گئی ہے اور درمیان میں ایک گاؤں آ گیا ہے وہاں پر ان کا کوئی واقف کار یا رشتہ دار ہے وہ کہتا تھا کہ جناب دو دن میں بارات رکھوں گا وہ بھی کہتا ہے کہ یہ میری عزت ہے - دیہات میں رہنے والے لوگ یہ جانتے ہیں - لیکن اب یہ چیز نہیں رہی - کیونکہ وقت اتنا تنگ ہو گیا ہے لوگ اتنے مصروف ہو گئے ہیں اب حالت یہ ہے کہ ساہیوال سے راولپنڈی ایک بارات آتی ہے اور چوبیس یا پندرہ بیس گھنٹے میں واپس چلی جاتی ہے لیکن یہ ناممکن سی چیز ہے - لوگ کاروں میں بیٹھ کر آتے ہیں اور دو بجے یا ڈھائی بجے یا چار بجے واپس پہنچ جاتے ہیں تو یہ حالات ہمیں مجبور کر رہے ہیں - کسی کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ چھ سات دن لڑکی والوں کے گھر بیٹھا رہے جوں جوں زمانہ ترقی کر رہا ہے یہ چیزیں خود بخود ختم ہو رہی ہیں - پھر انہوں نے ٹرانسپورٹ کا ذکر کیا ہے تو گاؤں میں باراتیں موٹروں پر تو نہیں جاتیں - اگر پندرہ بیس میل کے فاصلے پر جانا ہے تو اونٹوں پر باراتیں جاتیں ہیں - ہمارے گاؤں میں اونٹوں پر باراتیں جاتی تھیں - آپ کہیں گے کہ جو اونٹوں کو چارہ ڈالنا ہے - رات رہنا ہے، تو یہ ڈھائی ہزار کم ہیں - اب یہ معاملات ایسے ہیں کہ ان میں جتنی مین میخ نکالیں گے نکلتی جائے گی - کیونکہ دیہاتوں کے معاملات مختلف ہیں اور شہریوں کے مختلف ہیں - جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا یہ جو ہے زیادہ تر

اس طبقے کی بات ہے جو لوٹ مار سے پیدا ہو چکا ہے۔ اور وہ جو بیچنے وغیرہ کا معاملہ ہے وہ چوری بھی ہو جاتی ہے اور کئی سلسلے ہو جاتے ہیں لیکن میں قاضی صاحب سے گذارش کروں گا جیسا کہ شنواری صاحب نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ آپ کے علاقے میں ایسا ہو اور وہ بند ہو جائے گا۔

(مداخلت)

قاضی فیض الحق : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ان کے علاقے میں ایسا ہو ۔ یہ تو ہو رہا ہے ۔ سوال یہ ہے کہ ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین : یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں ہے ۔ آپ مجھ سے ٹائم مانگ لیں اس کے جواب میں ۔ اگر ضرورت پڑے ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ پوائنٹ آف آرڈر تب ہوتا ہے جب رولز کی خلاف ورزی ہو ۔ اگر آپ کو کوئی بات پسند نہیں آئی تو اس پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا ۔

سردار عبدالعلیم : جناب والا ! جیسا کہ نورانی صاحب نے فرمایا ہے کہ سلامی پر کوئی پابندی نہیں ہے انہوں نے نیندرا پر کوئی اعتراض نہیں کیا ۔ اصل میں سلامی بھی نیندرا جیسی چیز ہے ۔ اور سلامی بھی کئی جگہ لکھی جاتی ہے اور کئی جگہ نہیں لکھی جاتی ۔ اس سے بچنے کے لئے تو ہزاروں طریقے ہو سکتے ہیں ۔ لیکن بہرحال اس کے لئے قانون موجود ہے ۔ سلامی پر تو آپ نے اعتراض کیا ہے لیکن نیندرا پر آپ نے کوئی اعتراض نہیں کیا آپ کو معلوم ہے کہ نیندرا باقاعدہ لکھا جاتا ہے وہ ایک قرض حسنہ ہوتا ہے دیہات میں وہ ایک قسم کا بینک ہوتا ہے تو اس میں بھی یہ کر سکتے ہیں ۔ مثال کے طور پر پہلے سلامی لڑکے والوں کے گھر ہوتی ہے نیندرا لڑکی والوں کے گھر ہوتا ہے وہ جا کر ایک لاکھ روپیہ نیندرا ڈال دیتے ہیں نیندرا پر آپ نے کوئی اعتراض نہیں کیا تو جو آدمی بے ایمانی پر اتر آئے تو اس کے لئے کئی راستے ہو سکتے ہیں سب سے بڑا مقصد جو اس قانون کا ہے وہ یہ ہے کہ جو آدمی چھچھورا پن دکھاتے ہیں جو نئے دولتیے آ گئے ہیں ان کی حوصلہ شکنی کی جائے ۔ باقی جو آپ یہ کہتے ہیں کہ اس طریقے سے کامیاب ہو سکتا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے ۔ جناب والا ! ہم نے چوری بند کی ہے رشوت بند کی ہے سمگلنگ بند کی ہے لیکن جو جرائم پیشہ طبقہ ہے وہ کرتا ہے ۔ تو اس میں بھی جو آدمی جرم کرے گا وہ قانون کی نظر میں مجرم ہو گا ۔ ٹھیک ہے وہ کسی بہانے سے بچنے کی کوشش کرے گا لیکن وہ اپنی نظر میں بھی ، قانون کی نظر میں بھی اور سوسائٹی کی نظر میں بھی مجرم ہو گا اور اس کو اس کا احساس ہو گا میں سمجھتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ کا بہت بڑا کارنامہ ہے

[Sardar Abdul Aleem]

یہ ایک صحیح قدم ہے اور میں محسوس کرتا ہوں کہ اس کو پاس ہونا چاہئے شکریہ -

جناب چیئرمین : جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس بل کی کسی نے مخالفت نہیں کی - اور نہ ہی ہونی چاہئے - جہاں تک اس بل کا مقصد ہے اس سے تو سب کو اتفاق ہے صرف یہ ہے کہ اس طرف سے یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ ہوتا تو زیادہ بہتر ہوتا - اگر یہ کیا جائے تو اس کا سد باب کیا جا سکتا ہے اس طرح زیادہ مؤثر ہو سکتا ہے ورنہ سب کو ہی اتفاق ہے کہ یہ سماجی برائی ہے اور اس کو بند کرنا چاہئے اب گورنمنٹ کی طرف سے بل آیا ہے کہ وہ اس طرح سے بند ہو گی اس طرف سے یہ کہتے ہیں کہ یہ کر دو یہ کم کر دو یہ بھی ترمیم کر دو اس طرح زیادہ بندش ہو جائے گی - یہ بات ہے کسی کو اس سے اختلاف نہیں ہے -

کیا کہوں سردار محمد اسلم یا محمد اسلم ؟

سردار محمد اسلم : جو حکم کریں جناب میری سرداری وغیرہ تو نہیں ہے ویسے ہی نام ہے - کیونکہ سرداری تو وہ گئی ہے جس سرداری کے ساتھ دم تھی - میری سرداری کے ساتھ صرف نام ہے دم نہیں ہے - میرا نام ہے سردار اسلم -

جناب چیئرمین : میں بھی اس دن یہی کہہ رہا تھا کہ بعض سردار نام کا حصہ ہوتے ہیں - اچھا تو آپ فرمائیے -

سردار محمد اسلم : جناب والا ! کیونکہ سردار علیم صاحب نے اس بل کے متعلق فرمایا ہے اس لئے میں نے یہ جسارت کی کہ دو منٹ ہاؤس کے سامنے اپنی گذارشات پیش کروں - جیسا کہ انہوں نے کہا کہ یہ ایک مخصوص طبقے سے تعلق رکھتا ہے -

جناب چیئرمین : نہیں - نہیں - انہوں نے کہا ہے کہ اس کا تعلق زیادہ تر شہروں میں رہنے والوں - یا towns میں رہنے والوں کے ساتھ ہے -

سردار محمد اسلم : میں وہی عرض کرتا ہوں کہ زیادہ تر ان کے ساتھ نہیں ہے - اس کا تعلق سارے معاشرے سے ہے اور اسی کے لئے حکومت نے اس کو publicise کرایا تھا for eliciting public opinion کیونکہ بیماری جو شہروں میں پیدا ہوئی ہے وہ دیہاتوں میں بھی اسی طرح ہے - شہروں کی زندگی ہمیں اس لئے محسوس ہوتی ہے کہ اس کی پبلسٹی ہوتی ہے - یا زیادہ تر ہم شہروں میں رہتے ہیں اس کا وہاں دکھاوا ہوتا ہے - اور جو بیماریاں دیہاتوں میں ہوتی ہیں - وہ ہمیں زیادہ نظر نہیں آتیں - کیونکہ ہمارے سامنے نہیں آتیں کم از کم مجھے تو

خوشی ہوئی ہے کہ سردار علیم صاحب نے اپنی تقریر میں یہ بات فرمائی کہ کچھ نو دولتیئے جنھوں نے ادھر ادھر سے دولت کمائی - دائیں بائیں سے - اس دولت کی نمود و نمائش کے لئے یہ جہیز کی بیماری شروع ہوئی - شکر ہے کہ انہوں نے یہ تو تسلیم کیا -

سردار علیم صاحب اس کی تشریح کریں گے - جہاں تک اس بل کا تعلق ہے ---

جناب چیئرمین : سمجھنے والے سمجھ گئے ہیں - تشریح کیا کریں گے -

سردار محمد اسلم : جہاں تک اس بل کا تعلق ہے - اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک کوشش ہے - اور نہایت ہی اچھی کوشش ہے - کہ ایک بیماری کو ختم کرنے کے لئے جو معاشرے میں مزید برائیاں پیدا کر رہی تھی اور پہلے سے موجود برائیوں کی جڑوں کو مضبوط کر رہی تھی - لیکن جو تجاویز پیش کی گئی ہیں - ان میں سے کچھ ایسی تجاویز ہیں کہ جن پر متعلقہ وزیر صاحب کو غور کرنا چاہئیے تھا - جناب ہمارے معاشرے میں مختلف طریقوں یا مختلف علاقوں میں ایک ہی قسم کی بیماری ہے - صرف اس کی شکل بدلی ہوئی ہے - جہاں پر لڑکیوں کی تعلیم زیادہ ہے - یا لڑکیوں کی تعداد زیادہ ہے - وہاں لڑکے نہیں ملتے تو لڑکے والے لڑکی والوں کو exploit کرتے ہیں - اور جہاں لڑکوں کی تعلیم زیادہ ہے - تعداد زیادہ ہے - اور لڑکیاں کم ہیں یا ان کی تعلیم کم ہے - تو لڑکی والے لڑکے والوں کو exploit کرتے ہیں بیماری سب جگہ ایک جیسی ہے - صرف کسی جگہ لڑکے والے لڑکی والوں کو exploit کرتے ہیں - اور کسی جگہ لڑکی والے لڑکے والوں کو exploit کرتے ہیں - اس نمود و نمائش میں خصوصاً گذشتہ پانچ ، سات ، آٹھ سال سے جو بیماری پیدا ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اپنا social stature بنانے کے لئے - اپنے آپ کو ایک اہم مقام دینے کے لئے - قرض لے کر ، اپنے آپ کو مقروض کرکے نمود و نمائش کرتا ہے - اور اس نمود و نمائش میں جب ولیمہ دیا جاتا ہے - تو اس ولیمے میں کوشش یہ کی جاتی ہے - کہ بڑے بڑے حضرات کو خصوصاً وزراء صاحبان کو آج کل ہمارے وزراء صاحبان شادیوں میں جاتے ہیں - یہ ایک بیماری ہے - جس شادی میں وزراء صاحبان جاتے ہیں - کسی بھی شادی میں وہاں ہزاروں سے کم انسان وہاں نہیں ہوتے - اور اگر یہ وزراء صاحبان وہاں جانا چھوڑ دیں - تو پچاس فیصد لوگ شادی میں جانا چھوڑ دیں گے کیونکہ ان کے لئے وہاں attraction نہیں ہوگی اور اگر پچاس فیصد لوگ جانا چھوڑ دیں تو وہ گھر والے فضول خرچ نہ کریں - کیوں کہ وزیر نہیں جائے گا تو ڈی سی نہیں جائے گا اگر ڈی سی نہیں جائے گا تو ایس پی نہیں جائے گا لوکل

[Sardar Mohammad Aslam]

افسر نہیں جائیں گے - انہیں لوگوں کو exploit کرنے کے لیے طاقت نہیں ہو گی - اس لیے اپنی ضرورت کے مطابق وہ اپنی شادی کردیں گے -

جناب چیئرمین : یہ بات مولانا صاحب کو بہت پسند آئی -

سردار محمد اسلم : جو بیماری ہے میں اس کے متعلق عرض کررہا ہوں -

خواجہ محمد صفدر : ہم ہر اچھی بات کی تائید کریں گے -

چوہدری ممتاز احمد : جناب مولانا صاحب کی مجھ سے تسلی نہیں ہوئی - سردار صاحب سے تسلی ہوئی ہے -

سردار محمد اسلم : میں عرض کرتا ہوں کہ یہ ایک بیماری ہے - کہ ایک آدمی کے بچے یا بچی کی شادی ہے - عام حالات میں اس کے خاندان یا اس کے متعلقین جو ہیں وہ سو ، دو سو ، یا تین سو ، اس کے گھر میں آتے ہیں ، اور وہ آسانی سے جو کچھ اس کی ضرورت ہے اس ضرورت کے مطابق ان کو ونیمہ دے کر فارغ کر دیتا ہے - لیکن - - - -

جناب چیئرمین : ان کا مطلب کوئی وزراء صاحبان پر attack نہیں ہے - یہ بھی ایک طریقہ ہے - اس سماجی برائی کو روکنے کا کہ منسٹر discourage کرے -

سردار محمد اسلم : یہی میں عرض کر رہا ہوں -

خواجہ محمد صفدر : یہ بھی ایک سماجی برائی ہے کہ وزراء صاحبان ہر جگہ پہنچ جاتے ہیں -

سردار محمد اسلم : جناب میں یہ عرض کر رہا ہوں یہ وزراء صاحبان کی ذات پر حملہ نہیں ہے - وہ لوگ اپنے پیسے کا ضیاع کرتے ہیں - جن کی ضرورت ہوتی ہے - سو ، دو سو ، آدمی بلانے کی - وہ ایک ہزار آدمی بلواتے ہیں اس لیے کہ اس میں وزراء صاحبان یا مقتدر لوگ یا حاکم لوگ آئیں گے - اس لیے کہ وہ ان حاکموں کو بلا کر وہ خود کسی اور کی exploitation کرنا چاہتے ہیں ، اور اس طرح ہر ایک دوسرے کی exploitation کرتا ہے - اگر یہ بڑے بڑے لوگ شادیوں میں جانے سے انکار کر دیں تو شادیوں میں خرچ کرنے والوں کا آدھا خرچ بچ جائے گا - بلکہ چوہدی ممتاز صاحب کا سب سے زیادہ فائدہ ہو گا کیوں کہ یہ فوڈ منسٹر ہیں اور ہمارا فوڈ بچے گا جو کہ بہت waste ہو رہا ہے - ان کے شادیوں کے attend کرنے ہیں ،

جناب چیئرمین : اس میں کوئی شک نہیں - محمد اسلم صاحب بات خوب فرما رہے ہیں -

چوہدری ممتاز احمد : جناب والا ! اگر وزیر نہ جائے تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ مغرور ہو گیا ہے جب سے وزیر ہوا ہے - اب ہماری شادی میں بھی نہیں آتا -

سردار محمد اسلم : دوسری عرض یہ ہے کہ یہ سختی ہے لڑکی والوں پر - ہمارا معاشرہ اتنا ایڈوانس نہیں ہوا کہ کسی آدمی کی بہن یا بیٹی شادی کی عمر میں بیٹھی ہے - اور اگر کوئی اس کا رشتہ آئے تو رشتے والے اس کو کہیں کہ ہمیں یہ یہ جہیز دیا جائے - تو وہ اتنا ایڈوانس نہیں ہوا کہ وہ ڈی سی کو رپورٹ کرے اور اس کو کہے کہ میں شادی نہیں کرنے دیتا للہ فی اللہ - ہمارے معاشرے کی اپنی مجبوریاں ہیں اس لڑکی کو قید نہ کریں - ایک تو خدا نے اس کو مجبوری دی کہ لڑکی بیٹھی ہوئی ہے اس کی اور دوسری مجبوری چوہدی ممتاز صاحب نے دے دی کہ اس کو قید بھی کرو - جو مانگتا ہے - اس کو قید کرو - کہ کیوں مانگ رہا ہے - یعنی ایک الٹی مثال ہے کہ ایک تو اس کی یہ مجبوری ہے کہ لڑکی اس کے گھر بیٹھی ہوئی ہے وہ جوان ہے - اس کو تعلیم دلائی ہے اس کا رشتہ نہیں ہوتا - اور ہمارا معاشرہ کوئی مغربی معاشرہ نہیں - ہمارے معاشرے میں دیسی زبان میں کہتے ہیں کہ جب تک جوان لڑکی گھر میں بیٹھی ہو تو اس آدمی پر خدا کا ایک عذاب کہہ دیں یا کچھ کہہ دیں - لیکن وہ مصیبت میں پھنسا رہتا ہے - جب تک کہ اس کو عزت سے فارغ نہ کرے اور اوپر سے چوہدری ممتاز صاحب نے اس پر یہ عذاب ڈال دیا ہے کہ بھئی یا دو گے نہیں یا رپورٹ کرو گے- یعنی ایک نیا مقدمہ شروع کر دیا -

جناب چیئرمین : آپ پرسوں نہیں تھے - چوہدی ممتاز صاحب کا گناہ نہیں ہے یہ بل مولانا کوثر نیازی نے پیش کیا ہے -

سردار محمد اسلم : جناب اس لیے کہ ہمارے سامنے تو یہ بیٹھے ہوئے ہیں -

جناب چیئرمین : یہ تو کار خیر ہے -

سردار محمد اسلم : ٹھیک ہے جناب آج تو یہ بل پاس کریں - لیکن کم از کم سنجیدگی سے اس بات پر غور کریں - کہ دونوں طرف سے اگر لڑکی والے جہاں لڑکیوں کی کمی ہے وہاں لڑکے والوں کو exploit کرتے ہیں - تو ان کو سزا ملے - اگر لڑکے والے جہاں لڑکے کم ہیں اور لڑکیاں زیادہ ہیں - لڑکی والوں کو exploit کرتے ہیں - تو ان کو سزا ملے ، جرم وہ کرتا ہے جو مانگتا ہے - جس سے مانگا جائے وہ تو مجبور ہوتا ہے - اگر کوئی آدمی رشوت مانگتا ہے غلط

[Sardar Mohammad Aslam

کام کرانے کے لئے اور یہ کہہ دیں کہ دینے والے نے کیوں دی ہے - وہ پھانسی ہو جائے لیکن رشوت نہ دے - اتنی جرات پیدا کرنے کے لئے کچھ وقت لگے گا ہمارے پاس اس کے لئے بڑی قربانی کی ضرورت ہے - جو مانگتا ہے اس کو پہلے پکڑیں - لڑکے والے تو مبرا ہیں - لڑکے والے جو زیور بنائیں وہ بھی مبرا ہیں - جو بھی ضیاع کریں وہ مبرا ہیں - میں آپکو مثال دوں - انہوں نے ڈھائی ہزار رکھا ہے - جناب ایک ایک شادی میں پچیس پچیس ، تیس تیس ہزار روپے کے صرف invitation cards پرنٹ ہوتے ہیں ، اور خرچ کو چھوڑیں جو ضیاع ہوتا ہے اس کو چھوڑیں - جو نمود و نمائش ہوتی ہے اس کو چھوڑیں صرف invitation cards - پچیس پچیس ہزار روپے کے پرنٹ ہوتے ہیں - پچیس' تیس ہزار روپے کی روشنی جلائی جاتی ہے بجلی جو ضائع ہوتی ہے غریب ملک کی اس کو چھوڑیں' جو کاغذ ضائع ہوتا ہے اس کو چھوڑیں' جو وقت ضائع ہوتا ہے - اس کو بھی چھوڑیں - اس لئے میں گذارش کروں گا کہ اس بل کو پاس کر لیں دوبارہ اسنڈمنٹ لے آئیں وہ تو لاتے رہتے ہیں اس لئے ہر دو کی لڑکے والے یا لڑکی والے جو بھی مانگتا ہے اس کی بھی سزا رکھیں - یہ ضروری بات ہے - مجھے امید ہے کہ وزیر صاحب اس پر غور فرمائیں گے -

جناب چیئرمین : یس - مسٹر شیر محمد خان - کوئی ایسی بات کیجئے کہ جو پہلے کسی نے نہ کہی ہو -

جناب شیر محمد خان : ایسی ہی بات کہوں گا جو کسی نے نہ کہی ہو ویسے ان کا حوالہ دینا پڑتا ہے' جناب میرے دوست سردار علیم صاحب نے کہا ہے کہ اس قانون کا اطلاق زیادہ تر شہری علاقوں سے ہے - جناب مجھے معذرت ہے ان سے اتفاق نہیں ہے - قانون پوری قوم اور ملک کے لئے ہے - اور یہ بیماری کسی نہ کسی شکل میں جیسا کہ میرے دوست سردار اسلم نے کہا ہے کہ ہمارے معاشرے میں ہر صوبے میں ، ہر شہر میں ، ہر گاؤں میں موجود ہے - کل چند ایک دوستوں نے اپنی تقاریر میں اس بات کی نشاندھی کی تھی - کہ فرنٹیئر کے بعض حصوں میں اور بلوچستان کے بعض حصوں میں لڑکیوں کو بیچا جاتا ہے - میرے دوست شنواری صاحب نے اپنے علاقے کی طرف آپ لوگوں کی توجہ مبذول کرائی کہ حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں - جناب والا ! اپنے ملک میں - ہر علاقے میں علیحدہ علیحدہ تہذیب و تمدن - اور رسم و رواج ہوتے ہیں - بعض رسوم کا قانون شریعت کیساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا - قانون قدرت کیساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا - قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ بے شک تمہارے

لئے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تمہارے لئے ایک بہترین نمونہ ہے - محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی بیٹی تھی اور اس کی شادی ہوئی تھی - اور تاریخ اسلام شاہد ہے کہ وہ شادی کس انداز سے ہوئی - اب یہاں قانون آیا ہے اس قانون کی ایک لحاظ سے تائید کرنے کی بجائے ہمارے بعض دوستوں نے کمزوریوں کی نشاندھی کی ہے کہ اس میں ترمیم لانی چاہئے - مثال کے طور پر اس میں سلامی کا ذکر نہیں ہے ، لوگ لاکھوں کی تعداد میں سلامی دے سکتے ہیں - اسی طرح ہمارے علاقے میں ایک فضول قسم کی رسم ہے اور یہ علاقے کی روایت ہے کہ شادی اور بیاہ کے مواقع پر لوگ ہزاروں کی تعداد میں گولیاں چلاتے ہیں اور ہوائی فائرنگ کرتے ہیں -

چوہدری ممتاز احمد : تقریر مختصر کریں (بیٹھے ہوئے)

جناب شیر محمد خان : میرے دوست نے کہا ہے کہ میں تقریر مختصر کروں اس لئے بس اتنی ہی تقریر کافی ہے -

جناب چیئرمین : آپ نے یہ مناسب سمجھا کہ وہ متعلقہ منسٹر ہیں وہ انٹریسٹڈ ہیں اور میں انٹریسٹڈ نہیں تھا اس لئے آپ نے میری بات نہیں مانی اور ان کی بات مانی ہے -

جناب شیر محمد خان : مجھے اگر آپ کہتے تو میں نہ اٹھتا - آپ کا میں سب سے زیادہ احترام کرتا ہوں -

جناب چیئرمین : میں نے کہا تھا کہ کوئی نئی بات کہیں یہ جو آپ کہہ رہے ہیں وہ تو سردار صاحب نے کہہ دی ہیں -

جناب شیر محمد خان : انہوں نے نہ نئی چھوڑی ہے اور نہ پرانی چھوڑی ہے ، مجھے بیٹھنا پڑا ہے -

جناب چیئرمین : یس - چوہدری صاحب -

چوہدری ممتاز احمد : جناب والا ! اس بل کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے بڑی عالمانہ اور فاضلانہ تقریریں کی گئی ہیں - جناب والا ! میں پھر یہ عرض کروں گا کہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں ملک میں سیاسی عمل سے لیکر اجتماعی مسائل تک بہت سی اصلاحات کے بعد اس سماجی برائی کی طرف توجہ دی گئی ہے جو ایک طرح کی نکاح پر پابندی لگی ہوئی تھی - رواجوں نے اس کو ایسا پابند کر دیا تھا کہ اس میں آسانی نہیں تھی ، سب لوگ اس سے نالاں تھے اس

[Ch. Mumtaz Ahmad]

سے لڑکی والے لڑکے والے اور بارات والے بھی متاثر تھے - اتنا بڑا بڑا کھانا دینا ، اتنی بڑی بڑی روشنیاں کرنا ، یہ سب چیزیں خرابیاں بن چکی تھیں سب ہی اس سے نالاں تھے - اور یہ ضرورت تھی وقت کی کہ اس میں اصلاح کی جاتی - میں سمجھتا ہوں کہ حکومت نے یہ قدم اٹھا کر ابتدا کی ہے - اور اس پر اچھی طرح سے سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا گیا ہے - کمیٹیاں وغیرہ بھی بنائی گئی ہیں اور آئندہ بھی اس میں گنجائش ہے یہ کوئی آخری بات نہیں ہے وقت کی ضرورت کے مطابق اس بل میں ترمیم ہوتی رہے گی - صوبائی اسمبلیاں بھی اپنے علاقائی رواج کے مطابق مزید قانون بنا سکتی ہیں - کہ اس سلسلے میں کس چیز پر پابندی لگنی ہے اور کس چیز پر نہیں لگنی ہے - میں آخر میں گذارش کروں گا کہ حکومت نے یہ بل عوام کی خواہشات کے مطابق دیا ہے اور اس پر ہم نے پابندی لگا کر عوام کی ترجمانی کی ہے -

جناب والا ! معزز ممبران نے بھی اس کی بنیادی طور پر مخالفت نہیں کی بلکہ سب نے اس کی تعریف کی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جن خرابیوں کا انہوں نے ذکر کیا ہے - انشاءاللہ وہ وقت کے ساتھ دور کر دی جائیں گی اور اچھی تجاویز بل میں شامل ہوتی رہیں گی - اس لئے میں گذارش کروں گا کہ اس کو پاس کیا جائے - میں سب ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں - اپوزیشن کے ممبران کا بھی اور خاص طور پر خواجہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی امنڈمنٹ واپس لی ہیں مولانا صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں میں ان کی تسلی نہیں کر سکتا مگر سردار اسلم صاحب نے ان کی تسلی کر دی ہے - میں ان کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اس بارے میں قرآن پاک اور رسول اللہ کا حکم بتایا ہے - مختلف علاقوں میں ، مختلف صوبوں میں جو مختلف زبانیں بولنے والے ہیں ان کے متعلق صوبائی اسمبلیوں میں قانون بن سکتا ہے - اس لئے میں گذارش کروں گا کہ اس بل کو پاس کیا جائے -

Mr. Chairman : Thank you. Now, I will put the question. That will dispose of the whole Bill.

The question before the House is :

"That the Bill to provide for restrictions on dowry and bridal gifts [The Dowry and Bridal Gifts (Restriction) Bill, 1976] be passed."

(The motion was adopted)

Dowry Bill

جناب چیئرمین : اب آپ کس وقت ملنا چاہتے ہیں -

جناب طاہر محمد خان : ساڑھے نو بجے -

قاضی فیض الحق : جناب والا !

جناب چیئرمین : آپ اس بل پر بولنا چاہتے ہیں -

قاضی فیض الحق : نہیں جناب ! میں اس بل پر نہیں بولنا چاہتا ہوں - میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ کل ولور اور لوگ کے متعلق ریڈیو پر رات کو الٹ دیا گیا ہے اور ہم نے اخبارات میں بھی یہی دیکھا ہے - پشتو میں اس کو لوک کہتے ہیں اور بلوچی میں ولور کہتے ہیں اصل صورت یہ ہے کہ پشتو میں اس کو ولور کہتے ہیں اور بلوچی میں اس کو لوگ کہتے ہیں - انہوں نے اس کا الٹ دیا ہے - اور اخبارات والوں نے بھی اس کو الٹ لکھا ہے -

جناب چیئرمین : آپ ان کو لکھ دیں وہ ٹھیک کر دیں کے یہ کونسی بات ہے - وہ ٹھیک ہے وہ اسے کر دیں گے -

The House stands adjourned to meet again at 9.30 tomorrow.

The House adjourned to meet at half-past nine of the clock in the morning on Thursday, May 20, 1976.